گیارھویں کیا ہے؟
ترتیب
خلیل احمد رانا
الدار السنیہ ممبئی

بسم اللہ و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ الکریم

جملہ حقوق محفوظ

کتاب .... گیارہویں کیا ہے؟ مع مناظرہ گیارہویں

ترتیب وتدوین .... خلیل احمد رانا

صفحات ۸۰

کمپوزنگ .... ورڈ میکر لاہور

سن اشاعت .... مئی ۲۰۰۴ء / ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

تعداد ۱۱۰۰

سرورق .... محمد رمضان

ناشر .... الدار السعیہ، ممبئی

ہدیہ .... Rs. 25/ 00

ملنے کے پتے

- کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵ مٹیا محل جامع مسجد، دہلی
- اجمیری بک ڈپو، ۱۶۷ ڈم ٹمکر روڈ، ناگپاڑہ، ممبئی
- مکتبہ طیبہ، اسمٰعیل حبیب مسجد، محمد علی روڈ ممبئی
- مکتبہ اعلیٰ حضرت، محمد علی روڈ، ممبئی ۳
- نیو سلور بک ایجنسی، محمد علی روڈ، ممبئی ۳
- ناز بک ڈپو، محمد علی روڈ، ممبئی ۳

فہرست مشمولات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی وسلم علی رسولہ الکریم

گیارھویں کیا ہے؟

قرآن وحدیث میں مسلمان فوت شدگان کے لئے ایصالِ ثواب کی ترغیب دی گئی ہے' لیکن ایصالِ ثواب کے لئے کسی ایک طریقہ کو خاص نہیں کیا گیا بلکہ اس عمل کو مختلف انداز میں اپنانے کی اجازت اور رخصت دی گئی ہے۔ نماز' روزہ' حج' زکوۃ صدقات وخیرات اور دیگر حسنات کے علاوہ ہر نیک عمل کا ثواب فوت شدگان کو پہنچایا جا سکتا ہے' راستے میں پڑے ہوئے پتھر یا کانٹوں کو لوگوں کے آرام کی غرض سے ہٹا دینا اور یہ نیت کر لینا کہ اے اللہ میرے اس عمل کا ثواب فلاں فوت شدہ کو پہنچے تو درست ہے' ایصالِ ثواب کے لئے کوئی ایک طریقہ مخصوص سمجھنا نادانی اور جہالت ہے' یہی وجہ ہے کہ مسلمان ابتداء ہی سے مختلف انداز میں ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے رہے' کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے' موجودہ دور میں ایصالِ ثواب کے پروگرام مختلف ناموں سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں جن میں ایک نام ''گیارھویں شریف'' کا بھی آتا ہے' حضور غوثِ اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے عقیدت ومحبت کی وجہ سے ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ کو مسلمان اکیلے یا اکٹھے ہو کر آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں' گیارہ تاریخ کو ایصالِ ثواب کرنے کی وجہ سے اس ایصالِ ثواب کا نام گیارھویں مشہور ہو گیا ہے' ایصالِ ثواب قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے' نام بدلنے سے کوئی خرابی نہیں آتی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تعلیم گاہ کا نام صفہ تھا' اب اس کے کئی نام ہیں مثلاً مدرسہ' مکتب' اسکول وغیرہ' گیارھویں کا ایصالِ ثواب کے علاوہ کوئی اور مطلب اور مفہوم نہیں' باقی ہر قسم کے اعتراضات' شکوک وشبہات من گھڑت اور بے بنیاد باتیں ہیں۔

مسلمانانِ اہلِ سنت اس ایصالِ ثواب کو فرض' واجب اور سنت نہیں سمجھتے' نہ ہی اہلسنت

کے کسی معتبر و مستند عالم دین کی تحریر میں ایسا ملے گا' اہلسنّت صرف اسے مستحسن یعنی ایک اچھا فعل سمجھتے ہیں اور کسی مسلمان بزرگ کو ایصالِ ثواب کرنا اچھا فعل ہی ہے' برا کام تو نہیں' باقی جھوٹے الزامات لگا کر مسلمانوں کے متعلق بدگمانی کرنا اچھا نہیں مثلاً حافظ صلاح الدین یوسف غیر مقلد ایڈیٹر ہفت روزہ الاعتصام' لاہور اپنی کتاب ''قبر پرستی'' میں لکھتے ہیں!

''گیارہویں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خوشنودی کے لئے کی جاتی ہے اور اس میں یہ عقیدہ کارفرما ہوتا ہے کہ گیارہویں سے حضرت پیر صاحب خوش ہوں گے' جس سے ہمارے کاروبار میں ترقی ہوگی' ہماری حاجات پیر صاحب پوری فرمائیں گے اور اگر ہم نے گیارھویں میں کوتاہی کی تو پیر صاحب ناراض ہوں گے' جس سے ہمارا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا اور ہماری حاجات پوری ہونے سے رہ جائیں گی۔''

(ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور شمارہ ۱۹-۱ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

(صلاح الدین یوسف' قبر پرستی' مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء' ص ۱۴۶)

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے مومن کے حق میں بدگمانی حرام ہے' قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ''.

(سورہ الحجرات:۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اکثر گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے!

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔

(بخاری شریف جلد ۲' ص ۸۹۶)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

بدگمانی سے دور رہو بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

دوسری حدیث میں ہے!

افلا شققت عن قلبه حتی تعلم اقالها ام لا۔

(مسلم شریف جلد۲' ص ۳۲٦)

ترجمہ: تو نے اس کے دل کو چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے کلمہ کہا ہے یا نہیں)

گیارہویں صالحین کی نظر میں

برصغیر پاک وھند میں حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال کی تاریخ گیارہ ربیع الثانی مشہور ہے' اہلسنّت ہر سال گیارہ ربیع الثانی کو آپ کے عرس یعنی یومِ وصال کے دن آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں' بعض بزرگوں کے نزدیک آپ کے وصال کی تاریخ نو ربیع الثانی ہے وہ ہر سال نو ربیع الثانی کو آپ کے عرس کے دن ایصالِ ثواب کا اہتمام کرتے ہیں۔ برصغیر پاک وھند میں ہر اسلامی ماہ کی گیارہ تاریخ کو آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے یعنی ایصالِ ثواب کرنے میں کوئی بندش نہیں ہے چاہے ہر سال ایصالِ ثواب کیا جائے' چاہے ہر مہینہ' چاہے ہر روز کیا جائے اسلام میں سال کے سارے دنوں میں ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''ماثبت من السنۃ'' میں لکھتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد شیخ عبدالوھاب متقی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نو ربیع الثانی کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس کرتے تھے'' بے شک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ھندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے۔''

(ماثبت من السنۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی' (عربی' اردو) مطبوعہ دہلی' ص ١٦٧)

(اس حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۳۳' ۳۴)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی دوسری کتاب ''زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین'' میں لکھتے ہیں!

''حضرت غوث پاک کا عرس نویں ربیع الآخر کو کیا جاتا ہے' بہجۃ الاسرار کی روایت کے مطابق یہی صحیح تاریخ ہے' اگرچہ ہمارے دیار میں گیارھویں تاریخ مشہور ہے۔''

(زاد المتقین فی سلوک طریق الیقین' از شیخ عبدالحق محدث دہلوی' اردو ترجمہ مطبوعہ کراچی' ص ۱۲۵)

(اس حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۳۵'۳۶)

گیارہ ربیع الثانی کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا عرس منانا بزرگوں کا معمول رہا ہے' چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''اخبار الاخیار'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۹۷ھ) گیارہ ربیع الثانی کو حضرت غوث پاک کا عرس کرتے تھے

(اخبار الاخیار' از شیخ عبدالحق محدث دہلوی (اردو ترجمہ) مطبوعہ کراچی' ص ۴۹۸)

''شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ غیر مقلدین کی نظر میں''

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد (المتوفی ۱۳۰۷ھ۔۱۸۹۰ء) لکھتے ہیں!

''ہندوستان میں مسلمانوں کی فتوحات کے بعد ہی سے علم حدیث معدوم تھا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین میں اپنا فضل واحسان کیا اور یہاں کے بعض علماء جیسے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کو اس علم سے نوازا' شیخ ہندوستان میں علم حدیث کو لانے اور اس کے باشندوں کو اس کا فیض عام کرنے والے پہلے شخص ہیں''۔

(دو روشن ستارے از عبدالرشید عراقی' غیر مقلد' مطبوعہ لاہور ۲۰۰۰ء ص ۹۰' بحوالہ ''الحطہ فی ذکر صحاح الستہ از مولوی صدیق حسن خاں' ص ۷۰)

مولوی مسعود عالم ندوی غیر مقلد (المتوفی ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں۔

''ان (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کی ذات سے شمالی ھند میں علم حدیث کو زندگی ملی اور سنت نبوی کا خزانہ ہر خاص وعام کے لئے عام ہو گیا ...... ہم آج ان کے شکر گزار ہیں اور ان کی علمی خدمات کا دل سے اعتراف کرتے ہیں''۔

(دو روشن ستارے از عبدالرشید عراقی مطبوعہ لاہور' ص ۹۱' بحوالہ الفرقان لکھنو شاہ ولی اللہ نمبر ص ۳۷)

مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھتے ہیں!

''مجھ عاجز کو آپ کے علم وفضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے' آپ کی کئی تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن

سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔''

(مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' تاریخ اہل حدیث' مطبوعہ مکتبہ الرحمٰن سرگودھا (پنجاب) ص ۴۲۷)

حجتہ اللہ سراج الھند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ گیارھویں کے متعلق فرماتے ہیں!

''حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارکہ پر گیارھویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابر جمع ہوتے' نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور حضرت غوثِ اعظم کی مدح اور تعریف میں منقبت پڑھتے' مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے اردگرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے' اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی' اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی' تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔''

(ملفوظاتِ عزیزی' فارسی' مطبوعہ میرٹھ - یوپی - بھارت' ص ۶۲)

(اس حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۳۹' ۴۰)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ علماء دیوبند وغیر مقلدین کی نظر میں

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد لکھتے ہیں!

''شاہ عبدالعزیز بن شیخ اجل ولی اللہ محدث دہلوی بن شیخ عبدالرحیم عمری رحمہم اللہ' استاذ الاساتذہ' امام نقاد' بقیۃ السلف' حجتہ الخلف اور دیارِ ھند کے خاتم المفسرین ومحدثین اور ...... اپنے وقت میں علماء ومشائخ کے مرجع تھے' تمام علومِ متداولہ اور غیر متداولہ میں خواہ فنونِ عقلیہ ہوں یا نقلیہ' ان کو جو دستگاہ حاصل تھی وہ بیان سے باہر ہے۔''

(نواب صدیق حسن خاں' اتحاف النبلاء' مطبوعہ کانپور ۱۲۸۷ھ' صفحہ ۲۹۶)

مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں!

''بڑے بڑے علماء آپ کی شاگردی پر فخر کرتے ہیں اور فضلاء آپ کی تصنیف کردہ کتابوں پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔''

(محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' تاریخ اہل حدیث' مطبوعہ سرگودھا سن طباعت ندارد' ص ۲۸۸)

مولوی محمد سرفراز خاں گکھڑوی (گوجرانوالہ) لکھتے ہیں!

''بلاشبہ مسلک دیوبند کے جملہ حضرات شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں' بلاشبہ دیوبندی حضرات کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکمِ آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔''

(محمد سرفراز خاں صفدر' اتمام البرھان' حصہ اول مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۱ء ص ۱۳۸)

حضرت شیخ عبدالوھاب متقی مکی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ' یہ تمام بزرگ دینِ اسلام کے عالم فاضل تھے' اور ان کا شمار صالحین میں ہوتا ہے' ان بزرگوں نے گیارھویں شریف کا ذکر کر کے کسی قسم کا شرک و بدعت کا فتویٰ نہیں دیا' اب ہم غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی ثناء اللہ امرتسری کے فتوے نقل کرتے ہیں جن میں انہوں نے صالحین کے طریقہ کار کو جائز اور درست بتایا ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد سے سوال کیا گیا کہ چینی کی رکابیوں (پلیٹوں) پر جو لوگ عربی وغیرہ لکھ کر بیماروں کو پلاتے ہیں' یہ درست ہے یا نہیں؟

مولوی صاحب جواب میں لکھتے ہیں کہ ''آیاتِ قرآنی کو لکھ کر پلانا بعض صلحاء نے جائز لکھا ہے۔'' (اخبار اہل حدیث اہل امرتسر ۲۲ محرم ۱۳۶۲ھ)

ایک اور سوال مولوی صاحب سے کیا گیا کہ ''جو لوگ تعویذ وغیرہ لکھ کر باندھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟'' (سائل میر عظمت اللہ۔ مدارس)

مولوی صاحب جواب میں لکھتے ہیں کہ تعویذ کا مضمون اگر قرآن و حدیث کے مطابق ہو یعنی شرکیہ نہ ہو تو بعض صلحاء بچوں کے گلے میں ڈالنا جائز کہتے ہیں۔

اللہ اعلم (اہل حدیث ۲۹ محرم ۱۳۶۲ھ)

(اصل حوالوں کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۴۱' ۴۲)

الحمد للہ ان دونوں فتوؤں سے ثابت ہوا کہ جس کام کو صلحاء یعنی نیک لوگ جائز سمجھیں وہ کام جائز ہے' شرک و بدعت اور ناجائز نہیں ہے' حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارھویں یعنی آپ کے لئے ایصالِ ثواب کو صالحین نے جائز سمجھا ہے' تو ان کے فیصلہ کو

ماننا چاہیئے' امت مسلمہ پرشرک و بدعت کے فتوے لگا کر تفرقہ بازی سے اجتناب کرنا چاہئے۔
ایصالِ ثواب سے متعلق مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد سے ایک سوال کیا گیا کہ
"میت کو ثواب رسانی کی غرض سے بہ ہیت اجتماعی قرآن خوانی کرنا درست ہے یا نہیں؟
مولوی صاحب جواب میں لکھتے ہیں کہ "بہ نیت نیک جائز ہے اگرچہ ہیت کذائی سنت سے ثابت نہیں' میت کے حق میں سب سے مفید تر اور قطعی ثبوت کا طریق استغفار (بخشش مانگنا) ہے۔
(اصل حوالے کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۴۳)
اہلسنّت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے لئے جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں وہ نیک نیت سے ہی اکٹھے ہو کر قرآن خوانی اور صدقہ خیرات کرتے ہیں' بقول مولوی ثناء اللہ غیر مقلد کہ چاہے ایصالِ ثواب کی یہ شکل سنت نبوی سے ثابت نہ بھی ہو پھر بھی جائز ہے۔
(مولوی ثناء اللہ امرتسری کے یہ تینوں فتوے' فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم مطبوعہ لاہور ص ۲۸ اور ص ۵۱ پر درج ہیں، ان فتووں کا عکس کتاب کے آخر میں دیکھیے ص ۴۲، ۴۳، ۴۴ پر

"ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارھویں جائز ہے"

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کا فتویٰ

مولوی ثناء اللہ امرتسری سے سوال کیا گیا کہ "کل یہاں ایک جلسہ بنگلور کے مسلم لائبریری کا ہوا جس میں مولوی حاجی غلام محمد شملوی نے لیکچر دیا' دورانِ تقریر میں گیارھویں اور بارھویں میں برائے ایصالِ ثواب غرباء کو کھانا وغیرہ کھلانا جائز کہا ہے' آپ اس کے عدم ثبوت کے دلائل پیش کریں۔
مولوی صاحب جواب میں کہتے ہیں کہ "گیارھویں بارھویں کی بابت فریقین میں اختلاف صرف اتنی بات میں ہے کہ مانعین اس کو لغیر اللہ سمجھ کر ما اھل لغیر اللہ میں داخل کرتے ہیں' اور قائلین اس کو لغیر اللہ میں نہیں جانتے' مولوی غلام محمد صاحب نے دونوں کا اختلاف مٹانے کی کوشش کی ہوگی کہ گیارھویں بارھویں کا کھانا بغرض ایصالِ ثواب کیا

جائے یعنی یہ نیت ہو کہ ان بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچے نہ کہ یہ بزرگ خود اس کھانے کو قبول کریں، اس صورت میں واقعی اختلاف اٹھ جاتا ہے، ہاں نام کا جھگڑا باقی رہ جاتا ہے کہ اس قسم کی دعوت کو گیارھویں بارھویں کہیں یا نذر اللہ کہیں، اس میں شک نہیں کہ شرع شریف میں گیارھویں بارھویں کے ناموں کا ثبوت نہیں، اس لئے یہ نام نہیں چاہئے، فقط دعوت للہ فی اللہ کی نیت چاہئے۔

(اصل حوالے کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر۴۴)

الحمد للہ اہلسنّت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جائے، غیر مقلد اس کو گیارھویں نہ کہیں، ایصالِ ثواب کہہ لیں لیکن ایصالِ ثواب کریں تو سہی، یہ تو ایصالِ ثواب کرنے والوں پر بھی نکتہ چینی کرتے ہیں۔

''ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارھویں جائز ہے''
مولوی رشید احمد گنگوھی دیوبندی کا فتوی

مولوی رشید احمد گنگوھی سے کسی نے سوال کیا کہ:

''ایک شخص ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو گیارھویں کرتا ہے نذر اللہ اور کھانا پکا کر غرباء اور امراء سب کو کھلاتا ہے اور اپنے دل میں یہ سمجھتا ہے کہ جو چیز نذر لغیر اللہ ہو وہ حرام ہے اور میں جو گیارھویں کرتا ہوں یا توشہ کرتا ہوں کہ جو منسوب ہے بفعل حضرت بڑے پیر صاحب اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب (ردولوی) کے، ہرگز ان حضرات کی نذر نہیں کرتا بلکہ محض نذر اللہ کرتا ہوں صرف اس غرض سے کہ یہ حضرات کیا کرتے تھے، ان کے عمل کے موافق عمل کرنا موجب خیر و برکت ہے اور جو شخص ان حضرات کی یا اور کسی کی نذر کرے گا سوائے اللہ جل شانہٗ، وہ حرام ہے کبھی حلال نہیں تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے عقیدے والے کو گیارھویں یا توشہ (شاہ عبدالحق ردولوی چشتی) کا کرنا جائز ہے یا نہیں اور موجب برکت بھی ہے یا نہیں اور اس کھانے کو مسلمان دین دار تناول فرمائیں یا نہیں؟''

مولوی صاحب جواب میں لکھتے ہیں!

''ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارھویں کو توشہ کرنا درست ہے، مگر تعین یوم و تعین

طعام کی بدعت اس کے ساتھ ہوتی ہے، اگرچہ فاعل اس تعین کو ضروری نہیں جانتا مگر دیگر عوام کو موجب ضلالت کا ہوتا ہے، لہٰذا تبدیل یوم وطعام کیا کرے تو پھر کوئی خدشہ نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ کراچی صفحہ ۱۶۴)

(اصل حوالے کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۴۵، ۴۶)

دیوبندی مکتبہ فکر کے امام مولوی رشید احمد گنگوھی نے یہ تسلیم کر لیا کہ ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارھویں کرنا درست ہے، رہا اعتراض تعین یوم اور تعین طعام کا، تو عرض ہے کہ اہلسنّت تو سہولت کے پیش نظر دن مقرر کرتے ہیں، اسے تعین عرفی کہتے، اس کے متعلق یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ ایصالِ ثواب صرف گیارہ تاریخ کو ہی کیا جائے، اس دن کے علاوہ نہ کیا جائے اور یہ اعتقاد بھی نہیں رکھتے کہ گیارہ تاریخ سے آگے پیچھے کسی اور تاریخ کو ثواب نہیں پہنچتا۔

ہر دن ہر تاریخ کو ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے، گیارھویں یعنی ایصالِ ثواب چاہے بارہ تاریخ کو کریں، چاہے دس تاریخ کو کریں، کسی بھی تاریخ کو کر لیں، گیارہ تاریخ کو ایصالِ ثواب کرنا بھی منع نہیں، دراصل ان لوگوں کو لفظ ''گیارھویں'' سے چڑ ہے اور کوئی بات نہیں اور یہ خواہ مخواہ کی چڑ اور ضد ہے۔ اس بے عقلی کا کوئی علاج نہیں، اللہ کریم ہی ہدایت فرمائے۔

رہا تعین طعام تو یہ بھی فضول اعتراض ہے، آپ جو مرضی ہو پکا لیں یا آپ کچھ نہ پکائیں، کسی کھانے کا اہتمام نہ کریں صرف الحمد شریف اور سورۂ اخلاص یا جتنا بھی قرآن کریم پڑھ سکیں، اس کا ایصالِ ثواب کر دیں، مگر سچ بات تو یہ ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں کرنا چاہتے، صرف اعتراض ہی اعتراض ہے۔

کسی جائز کام کے لئے دن تاریخ مقرر کرنے کا مقصد محض یہ ہوتا ہے کہ مقرر دن پر سب لوگ جمع ہو جائیں گے اور مل کر یہ کام کریں گے، اگر کوئی وقت مقرر نہ ہو تو بخوبی یہ کام نہیں ہوتے، محض سہولت کے لئے ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصالِ ثواب کے لئے مقرر کی جاتی ہے، تاکہ دوست احباب کو ہر ماہ اطلاع نہ کرنی

پڑے، تاریخ مقرر کرنے سے یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ اس تاریخ سے آگے یا پیچھے کسی تاریخ کو ثواب نہیں پہنچتا یا اس تاریخ کے علاوہ کسی دوسرے دن ایصالِ ثواب کرنا جائز نہیں، سال کے سارے دن ثواب کے لئے جائز ہیں، اکثر جگہ گیارہ تاریخ کے بجائے دوسری تاریخوں میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے، مگر اس ایصالِ ثواب کو اس دن بھی گیارھویں ہی کہتے ہیں، مقصد تو ایصالِ ثواب ہے۔

تعین تاریخ کے متعلق علمائے دیوبند کے پیر و مرشد کا فیصلہ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

"رہا تعین تاریخ یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو تو اس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا، اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکور کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔"

(فیصلہ ہفت مسئلہ مطبوعہ مجتبائی کانپور، ص ۶)

(اصل حوالے کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۴۷، ۴۸)

تعین یوم کے بارے میں غیر مقلدین یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اللہ اور رسول اللہ نے جس بات کا تعین کر دیا وہی درست ہے، اپنی طرف سے کسی کام کے لئے کوئی وقت، دن اور تعداد مقرر کرنا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

اہلسنّت اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ تعین شرعی نہیں ہوتا بلکہ یہ تعین عرفی ہوتا ہے، لیکن غیر مقلدین اپنی جہالت کی وجہ سے اس وضاحت کو نہیں مانتے اور اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں، درج ذیل میں غیر مقلدین کے تحریر کردہ ایک عمل کے لئے وقت اور تعداد مقرر کرنے کے بارے میں ایک حوالہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

مشہور غیر مقلد مولوی محمد صادق سیالکوٹی کی مشہور کتاب "صلوٰۃ الرسول" جو کہ غیر مقلدین کے گھروں میں عام پائی جاتی ہے۔ اس میں آیت کریمہ "لا الٰہ الا انت

سبحنک انی کنت من الظالمین ‘‘ کے تین عمل درج ہیں، پہلے عمل کے متعلق لکھتے ہیں کہ ’’ایک طریق تو یہ ہے کہ ہر روز رات کو بعد نماز عشاء ایک ہزار بار پڑھیں اول آخر تین تین بار درود شریف، بارہ روز تک پڑھیں، (اگر کام نہ ہو تو) چالیس روز پڑھیں۔‘‘

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ چالیس روز میں سوا لاکھ بار پڑھیں۔ ہر روز تین ہزار ایک سو پچیس بار پڑھیں۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ نماز عشاء کے بعد تاریک مکان میں بیٹھ کر ایک پانی کا پیالہ بھر کر آگے رکھ لیں اور دعا تین سو بار پڑھیں، ہر سو بار پڑھنے کے بعد ہاتھ پانی میں ڈال کر منہ اور بدن پر پھیرتے رہیں، جب پڑھ چکیں تو اکتالیس بار درود شریف پڑھیں، اسی طرح اکتالیس روز تک یہ عمل کریں۔

(اصل حوالے کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۴۹، ۵۰، ۵۱)

غیر مقلدین سے سوال ہے کہ آیت کریمہ پڑھنے کے ان تین طریقوں میں وقت، تعداد اور دنوں کا جو تعین ہے یہ تعین شرعی ہے یا تعین عرفی ہے اور یہ تعین قرآن کی کس آیت سے ثابت ہے اگر قرآن میں نہیں تو حدیث کی کس کتاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ طریقہ منقول ہے؟ ان طریقوں میں لکھا ہے کہ اس عمل کو چالیس یا اکتالیس روز پڑھیں یہ مخصوص دنوں کی پابندی کیوں رکھی گئی ہے۔ اور گیارھویں کے ساتھ لفظ ’’شریف‘‘ کہنے پر اعتراض کرنے والوں سے یہ بھی سوال ہے کہ اس عمل میں لفظ درود کے ساتھ شریف کا لفظ کس حدیث سے ثابت ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے وعظ کے لئے جمعرات کا دن مقرر فرمایا تھا، لوگوں نے عرض کیا کہ روزانہ وعظ فرمایا کیجئے، فرمایا تم کو تنگی میں ڈالنا مجھ کو پسند نہیں۔ (مشکوۃ باب العلم)

معلوم ہوا کہ محض سہولت کے لئے دن مقرر کر لینا شریعت میں منع نہیں، دن تعین کرنے کی دو قسمیں ہیں، تعین شرعی اور تعین عرفی۔

تعین شرعی اسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص ایصالِ ثواب کے لئے دن مقرر کر لیتا ہے اور

یہ سمجھتا ہے کہ اس دن کے علاوہ ایصالِ ثواب نہیں ہو سکتا یا جو ثواب اس وقت میں ہے وہ کسی اور وقت میں نہیں ہو سکتا، تو یہ تعین شرعی ہوگا، اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں، تعین شرعی شارع کی طرف سے ہی ہو سکتا ہے، کسی شخص کو اپنے طور پر مقرر کرنے کا کوئی حق نہیں۔

تعین عرفی اسے کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بعض سہولتوں کے پیش نظر کوئی دن یا وقت ایصالِ ثواب کے لئے مقرر کر لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دوسرے وقتوں میں بھی ایصالِ ثواب ہو سکتا ہے اور تمام اوقات میں ثواب یکساں پہنچتا ہے تو یہ تعین عرفی ہے، اسے ناجائز کہنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

''ایک شُبہ کا ازالہ''

گیارھویں کے متعلق کسی ذہن میں یہ شبہ آ سکتا ہے کہ جب کسی چیز پر غیر اللہ کا نام آ جائے تو وہ حرام ہو جاتی ہے، کیونکہ قرآن میں ہے ''وما اھل بہ لغیر اللہ'' یعنی جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے وہ حرام ہے، تو جس صدقہ خیرات کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ حضور غوث پاک کے لئے ہے، وہ اس آیت کی رو سے حرام ہے۔

''وما اھل بہ لغیر اللہ'' کی تفسیر

بعض لوگ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''تفسیر عزیزی'' کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ ایصالِ ثواب کی خاطر جس جانور کی نسبت کسی بزرگ کی طرف کر دی ہو وہ حرام ہے اگرچہ اسے ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا جائے۔

اس مسئلہ کی وضاحت میں ضیغم اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی اور فتاویٰ عزیزی کی داخلی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہی جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، محض کسی بزرگ کی نسبت کر دینے سے جانور حرام نہیں ہو جاتا، ذیل میں علامہ کاظمی کے رسالہ مبارکہ ''تصریح المقال فی حل امر الاہلال'' سے اس بحث کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

''حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں انواع شرک کے تحت

مشرکین کے چند فرقے شمار کیے ہیں، ان میں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا ہے، اس کے متعلق محدثِ دہلوی نے فرمایا! چوتھا گروہ پیر پرست ہے، جب کوئی بزرگ کمالِ ریاضت اور مجاہدہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دعاؤں اور مقبول شفاعت والا ہو کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کی روح کو بڑی قوت و وسعت حاصل ہو جاتی ہے، جو شخص اس کے تصور کو واسطہ فیض بنالے یا اس کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ یا اس کی قبر پر سجدہ اور تذلل تام کرے (اس جگہ اصل عبارت یہ ہے)

''یا در مکان نشست و برخاست اؤیا بر گور او سجود و تذلل تام نماید۔''

تو اس بزرگ کی روح وسعت اور اطلاق کے سبب خود بخود اس پر مطلع ہو جاتی ہے اور اس کے حق میں دنیا اور آخرت میں شفاعت کرتی ہے۔

(تفسیر عزیزی فارسی مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۲۷)

یہ گروہ واقع مشرک تھا جو قبروں پر تذلل تام کے ساتھ سجدہ کرتا تھا، علامہ ابن عابد بن شامی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''العبادة عبارة عن الخضوع والتزلل''

ترجمہ: خضوع اور تذلل تام کو عبادت کہتے ہیں۔

(ردالمحتار (عربی) مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۵۷)

آج کل کے خوارج کی ستم ظریفی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے عقیدت مند اہلسنت و جماعت کو پیر پرست کہہ کر مشرک قرار دیتے ہیں حالاں کہ عامۃ المسلمین عبادت اور انتہائی تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مانتے ہیں کسی دوسرے کے لیے نہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمتہ کا روئے سخن اس گروہ مشرکین کی طرف ہے، ان کا طریقہ یہ تھا کہ جانور کی جان دینے کی نذر شیخ سدّو وغیرہ کے لیے مانتے اور اس کی تشہیر کرتے تھے پھر اسی نیت کے تحت شیخ سدّو وغیرہ کے لیے خون بہانے کی نیت سے اسے ذبح کرتے تھے، ظاہر ہے کہ یہ ذبح کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا، کم فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت شاہ صاحب نے محض کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کی بنا پر ان جانوروں کو حرام قرار دیا ہے، حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے اور شاہ صاحب پر بہتانِ صریح ہے۔

شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں اپنے موقف کی وضاحت کے لیے تین دلیلیں پیش کی ہیں۔

پہلی دلیل: یہ حدیث ہے "ملعون من ذبح لغیر اللہ" ملعون ہے جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا۔ اس حدیث میں صراحۃً لفظ ذبح مذکور ہے۔

دوسری دلیل: عقلی ہے اس میں یہ تصریح ہے "وجان ایں جانور ازاں غیر قرار دادہ کشتہ اند" یعنی اس جانور کی جان غیر کی ملک قرار دے کر اس جانور کو ذبح کیا ہے اس عبارت میں دو باتیں ہیں۔

نمبر۱: جانور کی جان غیر کے لیے مملوک قرار دی۔

نمبر۲: اس کو ذبح کیا۔

صاف ظاہر ہے کہ اس جانور میں اس لیے خبث پیدا ہوا کہ اسے غیر کے لیے ذبح کیا گیا ہے۔

تیسری دلیل: تفسیر نیشاپوری کی ایک عبارت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اس ذبح سے غیر اللہ کا تقرب (بطور عبادت) مقصود ہو تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔

اس عبارت میں بھی غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے ذبح کا ذکر ہے' ثابت ہوا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ محض کسی اللہ تعالیٰ کے بندے کی نسبت کے مشہور کر دینے کو حرمت کا سبب قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے نزدیک غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے سے جانور حرام ہوتا ہے اور یہی تمام امتِ مسلمہ کا عقیدہ ہے۔

حضرت شاہ صاحب نے "اھل کا ترجمہ اگرچہ اصل لغت کے اعتبار سے یہ کیا ہے کہ آواز دی گئی ہو اور شہرت دی گئی ہو لیکن اس سے ان کی مراد وہی شہرت ہے جس پر ذبح واقع ہو' چنانچہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سورہ بقر میں وما اھل بہ لغیر اللہ' بہ لغیر اللہ سے پہلے ہے جب کو سورہ مائدہ' انعام اور نحل میں لغیر اللہ پہلے ہے اور بہ موخر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ باء فعل کو متعدی کرنے کے لیے ہے اور اصل یہ ہے کہ باء فعل کے

ساتھ متصل ہو اور دوسرے متعلقات سے پہلے ہو' اس جگہ تو باء اپنے اصل کے مطابق لائی گئی ہے' دوسری جگہوں میں اس چیز کو پہلے لایا گیا ہے' جو جائے انکار ہے۔ ''پس ذبح بقصد غیر اللہ مقدم آمدہ''۔

ترجمہ: لہٰذا غیر اللہ کے ارادے سے ذبح کرنے کا ذکر پہلے آیا ہے۔''

(تفسیر عزیزی فارسی مطبوعہ دہلی ص ۶۱۱)

اب اگر اہل سے مراد ذبح نہیں ہے تو یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ سورہ بقر کے علاوہ باقی سورتوں میں غیر اللہ کے ارادے سے ذبح کرنے کا ذکر پہلے ہے حالانکہ باقی سورتوں میں بھی ذبح کا ذکر نہیں ہے بلکہ اہل ہی کا ذکر ہے' ثابت ہوا کہ خود شاہ صاحب کے نزدیک لغیر اللہ کا مرادی معنی غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا ہی ہے۔

مزید تائید کے لیے شاہ صاحب کی ایک اور تحریر ملاحظہ ہو' سوال یہ ہے کہ حضرت سید احمد کبیر کے لیے نذر مانی ہوئی گائے حلال یا حرام؟ اس کے جواب میں شاہ صاحب فرماتے ہیں:

''ذبیحہ کی حلت اور حرمت کا دارومدار ذبح کرنے والے کی نیت پر ہے اگر تقرب الی اللہ کی نیت سے یا اپنے کھانے کے لیے یا تجارت اور دوسرے جائز کاموں کے لیے ذبح کرے تو حلال ہے ورنہ حرام۔''

(فتاوٰی عزیزی فارسی مطبوعہ دہلی جلد ا ص ۲۱)

غور فرمائیں کہ حضرت سید احمد کبیر کے لیے نذر مانی ہوئی گائے کو انہوں نے حرام نہیں کہا' اگر محض تشہیر اور نذر لغیر اللہ موجب حرمت ہوتی تو صاف کہہ دیتے کہ حرام ہے' یوں نہ کہتے کہ ذبح کرنے والے کی نیت اور قصد پر دارومدار ہے۔

شاہ صاحب اس جواب میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

''یعنی ان کی نیت تقرب الی غیر اللہ وقت ذبح تک دائم و مستمر رہتی ہے۔''

(فتاوٰی عزیزی جلد ا ص ۲۴)

ثابت ہوا کہ صرف نیت تعظیم لغیر اللہ موجب حرمت نہیں' جب تک کہ وہ نیت وقتِ ذبح تک دائم باقی رہے۔

اس مسئلہ میں یہی شاہ صاحب اسی فتاوٰی عزیزی میں فرماتے ہیں:

''جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کے لئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔ اور جب خون بہانا اللہ کے لئے ہو اور تقرب الی غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔'' (فتاویٰ عزیزی مطبوعہ مجتبائی دہلی' جلد ا ص ۴۷)

دیکھیے حلت و حرمتِ ذبیحہ میں کتنا روشن فیصلہ ہے' اس کے باوجود بھی اگر یہ کہا جائے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محض تشہیر لغیر اللہ کو جانور کے حرام ہونے کی علت قرار دیتے ہیں' تو ایسا کہنا یقیناً شاہ صاحب پر افتراءِ عظیم ہوگا' ان کے نزدیک آیہ کریمہ ''وما اہل بہ لغیر اللہ'' کے مرادی معنی قطعاً یہی ہیں کہ جس جانور پر ''عند الذبح اہلال لغیر اللہ'' کیا جائے۔

آخر میں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اولیاء کے لیے کوئی جانور نذر مانے ان سے کہا جائے کہ اس جانور کی بجائے گوشت لے کر اپنی نذر پوری کر دو' اگر وہ راضی ہو جائیں' تو وہ اپنے اس قول میں سچے ہیں کہ ہماری نیت غیر اللہ کے لیے خون بہانے کی نہ تھی' ورنہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ جھوٹے ہیں اور ان کی نیت یہی ہے۔ کہ غیر اللہ کی تعظیم کے لیے خون بہایا جائے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کے مطابق اس زمانے میں بھی اسی معیار پر جواز و عدم جواز کا حکم لگانا چاہئے۔

اس شبہ کا ازالہ یہی ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقرر کردہ معیار مذکور ان لوگوں کے حق میں تو درست ہو سکتا ہے جو قبور کی عبادت کرتے تھے اور خود حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں گروہ مشرکین میں شمار کیا ہے' جیسا کہ اس سے قبل تفسیر عزیزی جلد اول ص ۱۲۷ کی عبارت ہم نقل کر چکے ہیں' لیکن مسلمانوں کے حق میں یہ معیار کسی طرح درست نہیں ہو سکتا' نہ ہی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مومنین کے لیے یہ معیار بیان فرمایا ہے' اس لیے مومن از روئے قرآن شریف اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ ''لن تنالوا البر حتی تنفقو مما تحبون (تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اور محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔) اور ظاہر ہے کہ پالے ہوئے جانور سے جو محبت ہوتی ہے' وہ خریدے ہوئے جانور یا گوشت سے نہیں ہو سکتی' اس لیے جو نیکی اور

ثواب پالے ہوئے جانوروں کو ذبح کر کے ایصالِ ثواب کرنے سے حاصل ہوگا۔ وہ اس کے علاوہ دوسری چیز سے نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں اس میں شک نہیں کہ ہر ذبیحہ خواہ وہ اپنے کھانے کے لیے ذبح کیا جائے یا بیچنے کے لیے یا قربانی کے لیے اس کے حلال اور پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کا خون خالص اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لیے بہایا جائے اور ظاہر ہے کہ اللہ کا ذکر اور اس کی تعظیم کے لیے جو کام کیا جائے وہ نیکی اور اطاعت ہے، لہٰذا ہر وہ فعلِ ذبح (جس سے تعظیم خداوندی مقصود ہو) نیکی قرار پائے گا، اور ہر مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی نیکی کا ثواب کسی مسلمان کو بخش دے، لہٰذا صرف گوشت میں محض گوشت کا ثواب اس بزرگ کی روح کو پہنچے گا اور جانور ذبح کرنے میں گوشت کے علاوہ فعلِ ذبح کا جو ثواب ذابح کو ملا وہ بھی اس بزرگ کی روح کو پہنچ سکتا ہے۔

پس اگر ان وجوہات کی بنا پر کوئی مسلمان جانور کے عوض گوشت لینے پر راضی نہ ہو، تو اس سے ہر گز ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مومن معاذ اللہ ولی کی تعظیم و تقرب کے لیے جانور کا خون بہانے کی نیت رکھتا ہے، نیت فعلِ قلب ہے، جب باطن کا حال ہمیں معلوم نہیں تو ہم کس طرح مسلمان پر معصیت کا حکم لگا دیں، مومن کے حق میں بدگمانی کرنا حرام ہے۔

یہ خلاصہ ہے حضرت غزالی زماں ضیغمِ اسلام علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی محدث ملتانی قدس سرہ (المتوفی ۱۹۸۶ء) کی تحقیق کا، یاد رہے یہ گفتگو اس وقت ہے جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ عبارت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور اگر اس عبارت کو الحاقی قرار دیا جائے جیسے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد شاہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ نے فرمایا تو پھر اس گفتگو کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

حضرت شاہ رؤف احمد رافت نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ محرم ۱۲۰۱ھ/ ۱۷۸۶ء کو رام پور (یو پی۔ بھارت) میں پیدا ہوئے، ظاہری علوم کی تحصیل شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ سے کی، خرقۂ خلافت شاہ غلام علی دہلوی علیہ الرحمہ سے پایا، اردو میں قرآن کی

تفسیر رؤفی لکھی، جس کا آغاز ۱۲۳۹ھ میں ہوا اور ۱۲۴۸ھ میں اختتام ہوا' حج کے لئے گئے تو یلملم کے قریب ۱۲۴۹ھ۔۱۸۳۳ء میں وصال ہوا' آپ شاہ ابوسعید مجددی دہلوی علیہ الرحمہ (م۱۲۵۰ھ) کے خالہ زاد بھائی تھے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی اولاد میں سے تھے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے' آپ نے تفسیر عزیزی کی اس عبارت کو الحاقی قرار دیا' لکھتے ہیں:

"جاننا چاہئے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کر دیا ہے اور یوں لکھا ہے کہ اگر کسی بکری کو غیر کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتی اور غیر کے نام کی تاثیر اس میں ایسی ہو گئی ہے کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے بالکل نہیں ہوتا' سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے۔"

خود مولانا و مرشدنا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کبھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے اور ان کے مرشد اور استاد اور والد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں ما اہل کا معنی ما ذبح لکھا ہے' یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بت کا نام لیوے سو حرام اور مردار کے جیسا ہے اور بسم اللہ' اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا سو کیونکر حرام ہوتا ہے۔

بعضے نادان تو حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد شریف کی نیاز' حضرت پیرانِ پیر کی نیاز اور ہر ایک شہداء اولیاء کی نیاز فاتحہ کے کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں اور یہ آیت دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام جس پر لیا گیا سو حرام ہے' واہ واہ کیا عقل ہے ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر نیاز فاتحہ کا کھانا بھی کھاتے ہیں۔"

(شاہ رؤف احمد' تفسیر رؤفی مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۵ھ' جلد ۱' ۱۳۹)

مسلمان اولیاء کرام و بزرگانِ دین کے ساتھ محبت و عقیدت رکھتے ہیں' مگر انہیں الٰہ نہیں مانتے' کسی قسم کا استقلال ذاتی ان کے لئے ثابت نہیں کرتے' نہ انہیں مستحق عبادت جانتے ہیں اور نہ واجب الوجود' محض عباد اللہ الصالحین سمجھتے ہیں اور جو جانور یا حصہ زراعت یا کوئی چیز از قسم نقد و جنس وغیرہ ان کے لئے مقرر کرتے ہیں' اس کو ان کا ہدیہ جانتے ہیں اور

وصال یافتہ بزرگوں کے لئے ایصالِ ثواب کی نیت کرتے ہیں' اسی قصد و نیت کے ساتھ اگر وہ کسی جانور یا غیر جانور کو بزرگانِ دین کی طرف منسوب کر کے ان کے نام پر اسے مشہور بھی کر دیں' تب بھی جائز ہے اور وہ چیز حلال اور طیب ہے' اسے ما اھل بہ لغیر اللہ کے تحت لا کر حرام قرار دینا باطل محض اور گناہ عظیم ہے۔

عہدِ رسالت میں صحابہ کرام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھجوروں کے درخت اور دودھ پینے کے جانور پیش کرتے تھے' جن کا ذکر احادیثِ صحیحہ میں مفصل موجود ہے اور اس میں بھی کسی مسلمان کو شک کرنے کی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی خوشنودی اور تقرب رحمت و برکت کا موجب اور دفع بلیات و آفات کا باعث ہے۔

اسی طرح بعد از وفات بھی ایصالِ ثواب کے طور پر بزرگانِ دین کے لئے کسی چیز کا مقرر کرنا عہد رسالت میں پایا گیا ہے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا' کون سا صدقہ بہتر ہو گا' فرمایا پانی بہتر رہے گا' تو انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہہ دیا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کا ہے' اگر کسی وصال یافتہ بزرگ کے لیے کسی چیز کا نامزد کرنا موجب حرمت قرار دیا جائے تو معاذ اللہ وہ کنواں جو حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور ہوا' وہ حرام اور اس کا پانی نجس قرار پائے گا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس صدقے کا ثواب کسی فوت شدہ کو پہنچانا مقصود ہو تو اس صدقہ کو اس شخصیت سے منسوب کرنا جائز ہے اور اہل علم پر یہ بات روشن ہے کہ اس نسبت سے مراد نسبت عبادت نہیں بلکہ ایصالِ ثواب کے حوالے سے نسبت کی جاتی ہے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جو کنواں بنایا اور لوگوں کے لئے بطور صدقہ وقف کیا تو یہ عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کا ثواب ان کی والدہ کے لئے ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کے فتاویٰ ثنائیہ جلد اول کے صفحہ ۱۰۸ پر بھی حدیث کے الفاظ ''ھذ الام سعد'' کا معنی یہ کیا گیا ہے کہ ''کنویں کا ثواب سعد کی ماں کے لئے۔

(اصل حوالے کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۵۲، ۵۳)

بزرگوں کے ایصالِ ثواب کی چیز پر لفظ نذر و نیاز کا اطلاق

بزرگوں کے نام پر جو جانور وغیرہ مشہور کئے جاتے ہیں اگر ان جانوروں پر اولیاء اللہ کے لئے نذر شرعی مانی جائے جو حقیقتاً عبادت ہے تو ناذر یعنی نذر دینے والا مرتد ہے، لیکن اس کے اس شرک کی وجہ سے وہ جانور حرام نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اسے بقصد تقرب لغیر اللہ ذبح نہ کرے، اور اگر اولیاء کی نذر محض نذر لغوی یا عرفی بمعنی ہدیہ تحفہ و نذرانہ ہو یا وصال یافتہ بزرگ کے لئے بقصد ایصالِ ثواب کوئی جانور وغیرہ نامزد کر دیا اور نذر شرعی اللہ کے لئے ہو تو یہ فعل شرعاً جائز اور باعثِ خیر و برکت ہے۔

نذر لغیر اللہ کا مدار ناذر کی نیت پر ہے، اگر ناذر نے تقرب لغیر اللہ کا قصد کیا ہے اور متصرف فی الامور اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی مخلوق کو مانا ہے تو یہ نذر کفر و شرک ہے اور اگر اس کا ارادہ تقرب الی اللہ ہے اور بزرگانِ دین کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو ایسی نذر اولیاء کے لئے قطعاً جائز ہے اور اس کا نذر ہونا مجازاً ہے کیونکہ نذر حقیقی اللہ کے لئے خاص ہے۔

جو لوگ نذر اولیاء کو شرک قرار دیتے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس نذر سے مراد نذر شرعی نہیں بلکہ اسے بر بنائے عرف نذر کہا جاتا ہے اور اس ایصالِ ثواب اور ہدیہ کو نذر کہنا شرعاً جائز ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''انفاس العارفین'' میں تحریر فرماتے ہیں!

''حضرت والد ماجد (شاہ عبدالرحیم) رحمۃ اللہ علیہ قصبہ ڈاسنہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کو گئے، رات کا وقت تھا، اس جگہ فرمایا کہ مخدوم ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کر جانا، حضرت نے توقف فرمایا، یہاں تک کہ آدمیوں کا نشان منقطع ہو گیا، ساتھی اکتا گئے، اس وقت ایک عورت اپنے سر پر چاول اور شرینی کا طبق لئے ہوئے آئی اور کہا میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا اس وقت یہ کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی، وہ اسی وقت آیا تو میں نے اپنی نذر پوری کی۔

(اصل حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۵۴)

(حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے نزدیک بزرگوں کے ایصال ثواب کی چیز پر نذر اولیاء کا اطلاق جائز ہے)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتویٰ میں فرماتے ہیں!

''نذر اولیاء کہ جس کا بغرض حاجت روائی معمول ہے اور اس کا رسم و دستور ہو گیا ہے' اکثر فقہاء نے اس کو جائز نہیں رکھا ہے' بلکہ ان فقہا نے یہ خیال کیا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق جان کر اس کی نذر مانی جاتی ہے' اسی طرح عوام جہال ارواح کو قادر مطلق مثل خدا سمجھتے ہیں اور ان ارواح کی نذر مانتے ہیں' اس لحاظ سے ان فقہا نے حکم دیا ہے کہ جو شخص ایسی نذر مانے وہ مرتد ہے' اور یہ کہا ہے کہ اگر نذر بالاستقلال کسی ولی کے واسطے ہو تو باطل ہے۔

اور اگر نذر خدا کے واسطے ہو اور ولی کا ذکر صرف اس خیال سے ہو کہ مثلاً اس ولی کو ثواب رسانی کی جائے گی' یا اس ولی کی قبر کے خدام کے مصرف میں اس نذر کا مال آئے گا تو یہ نذر جائز ہے' اور حقیقت اس نذر کی یہ ہو گی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھانا کھلا دیا جائے یا مال بطور خیرات وغیرہ کے دیا جائے اور میت کی روح کو ثواب رسانی کی جائے اور یہ امر مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

مثلاً صحیحین میں جو حال ام سعد وغیرہ کا مذکور ہے' اس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے اور ایسی نذر لازم ہو جاتی ہے تو حاصل اس نذر کا یہی ہے کہ یہ نیت کی جائے کہ مثلاً کھانا کھلایا جائے گا یا اس قدر خیرات دی جائے گی اور اس کا ثواب فلاں ولی کی روح کو پہنچایا جائے گا' تو ذکر ولی کا صرف اس غرض سے ہو گا کہ یہ متعین ہو جائے کہ ثواب رسانی فلاں ولی کی روح کو کی جائے گی' اور یہ نیت نہ ہو کہ خاص وہ چیز اس ولی کے مصرف میں آئے گی' اور ایسا بھی لوگ کر لیتے ہیں کہ وہ نذر اس ولی کے متوسلین کے مصرف میں آئے گی' مثلاً اس ولی کے قرابت مند اور اس کی قبر کے خادم اور اس کے مریدین وغیرہ کے مصرف میں وہ مال آئے گا' اور بلاشبہ نذر ماننے والوں کو مقصود اکثر ایسا ہی ہوتا ہے اور ایسی نذر کے بارہ میں حکم ہے کہ یہ نذر صحیح ہے' اس کو پورا کرنا واجب ہے' اس واسطے کہ شرع میں یہ قربت معتبرہ ہے' البتہ اگر اس ولی کو یہ سمجھے کہ یہ ولی بالاستقلال حل کنندہ مشکلات ہے' یا یہ عقیدہ رکھے

کہ اس کی سفارش سے نعوذ باللہ من ذالک ضرور اللہ تعالیٰ مجبور ہو کر حاجت روائی فرمائے گا' تو ایسی نذر میں البتہ شرک وفساد لازم ہے' مگر یہ عقیدہ دوسری چیز ہے اور نذر دوسری چیز ہے' یعنی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلقاً نذر منع ہو جائے' بلکہ جائز نذر کی جو صورت اوپر مذکور ہوئی ہے اس طور کی نذر بلاشبہ صحیح ہے اور اس کو پورا کرنا واجب ہے۔

(فتاویٰ عزیزی مطبوعہ کراچی' ص ۱۶۰'۱۶۱)

(اصل حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۵۶'۵۵)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اہلسنت کے امام اور تمام غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے استاد اور ان کے نزدیک حجت اور اتھارٹی ہیں' انصاف پسند کے لئے ان کا فتویٰ اور فیصلہ کافی ہے' مگر امت میں تفرقہ پیدا کرنے والے شاید ان کے روشن فیصلہ کو بھی نہ مانیں۔ کیونکہ یہ لوگ خدا پرستی کو چھوڑ کر اپنی انا' ضد اور خواہش پرستی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں' پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم توحید پرست ہیں' حالانکہ معاملہ اس کے الٹ ہے' جو عقل سلیم رکھتے ہیں وہ اس بات کو خوب سمجھتے ہیں' ان لوگوں کی ضد اور ہٹ دھرمی صرف پیٹ پرستی اور فرقہ بندی کو قائم رکھنے کے لئے ہے' لیکن صحیح عقیدہ رکھنے والوں کو فرقہ بازی کا الزام دیتے ہیں' الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے' آج تو دھاندلی چل جائے گی مگر روز محشر تو جواب وہ ہوں گے جس دن کھوٹا کھرا الگ ہو جائے گا' یقیناً وہ انصاف کا دن ہے۔

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا فیصلہ

حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمہ' بزرگوں کے لئے ایصالِ ثواب کی چیز پر نذر و نیاز کے اطلاق کے متعلق اپنے ''رسالہ نذر و بزرگان'' میں لکھتے ہیں!

''آنکہ لفظ نذر کہ آنجا مستعمل مے شود نہ بر معنی شرعی است کہ ایجاب غیر واجب است کہ آنچہ پیش بزرگان مے برند نذر و نیاز می گویند۔''

ترجمہ: ''جو نذر کہ اس جگہ مستعمل ہوتی ہے وہ اپنے شرعی معنی پر نہیں بلکہ معنی عرفی پر ہے' اس لئے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔''

(مجموعہ رسائل شاہ رفیع الدین دہلوی مطبوعہ دہلی' صفحہ ۲۱)

(اصل حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۵۸،۵۷)

مولوی شاہ محمد اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

مولوی محمد اسماعیل دہلوی بھی فوت شدگان کے ایصالِ ثواب کی چیزوں پر نذر و نیاز کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں، وہ اپنی مشہور کتاب ''صراط مستقیم'' میں لکھتے ہیں!

''پس در خوبی ایں قدر امراز امور مرسومہ فاتحہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔''

ترجمہ: رسوم میں فاتحہ پڑھنے، عرس کرنے، فوت شدگان کی نذر و نیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک و شبہ نہیں۔ (صراط مستقیم، فارسی، مطبوعہ لاہور، صفحہ ۵۵)

(اصل حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۵۹،۶۰)

اکابر علمائے دیوبند کے پیر و مرشد

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا عقیدہ

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ!

''جب مثنوی (مولانا روم) ختم ہوگئی، بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی، گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا، آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں، ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے، دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے، لوگ انکار کرتے ہیں، اس میں کیا خرابی ہے۔''

(شمائم امدادیہ ملفوظات حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صفحہ ۶۸)

(اصل حوالہ کا عکس دیکھئے صفحہ نمبر ۶۱،۶۲)

معترضین کو جب یہ حوالے دکھائے جاتے ہیں تو دیکھا گیا ہے کہ بالکل خاموش ہو جاتے ہیں اور چپ سادھ لیتے ہیں، جیسے سانپ سونگھ گیا ہو، اور ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے پھنسائے ہوئے بھولے بھالے کم علم اہلسنّت کو ان حوالوں کا علم نہ ہو جائے، اگر کوئی

شخص یہ حوالے دکھا کر ان سے جواب پوچھتا ہے تو کہتے ہیں جناب ان کتابوں کو چھوڑ، قرآن وحدیث کی بات مانو' یہ جواب صرف وقت ٹالنے کے لئے ہوتا ہے' جن علماء کے حوالے دیے گئے' کیا یہ قرآن وحدیث کے علم سے جاہل تھے؟ کبھی کہتے ہیں کہ جناب یہ کتابیں اپنی طرف سے جعلی بنالی گئی ہیں' بے چارے بھولے بھالے لوگ ان کے دجل و فریب اور جھوٹی باتوں سے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ یہ قاری صاحب ہیں' حافظ صاحب ہیں' مولوی ہیں' مسجد کے خطیب ہیں' نمازی ہیں' حاجی ہیں' یہ کہاں جھوٹ بولتے ہوں گے' اور جن کو اللہ کریم نے ہدایت نصیب کرنی ہو اور ایمان بچانا ہو تو ان کی آنکھیں فوری کھل جاتی ہیں' اور وہ حیران بھی ہوتے ہیں کہ رہبری کے لباس میں رہزن بھی ہیں؟ حقیقت میں یہ اپنے پیٹ کی خدمت کر رہے ہیں' دین کی خدمت نہیں کر رہے۔

کبھی جواب میں یہ بھی کہہ دیتے کہ شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان والوں کے شروع شروع میں یہ عقائد تھے' بعد میں انہوں نے اپنے عقائد درست کر لئے تھے۔

(عرس اور گیارھویں از مولوی عبداللہ روپڑی' مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور' ۳۲)

یہ بھی بہت بڑا جھوٹ ہے' شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے عقائد و معمولات و ملفوظات پر مشتمل نایاب کتاب ''القول الجلی فی ذکر آثار الولی'' کا مخطوطہ حال ہی میں بھارت کے شہر کاکوری ضلع لکھنو سے دستیاب ہو گیا ہے' اس کے مصنف شاہ محمد عاشق پھلتی علیہ الرحمہ' شاہ ولی اللہ کے قریبی عزیز اور شاگرد ہیں اور یہ کتاب انہوں نے شاہ ولی اللہ کی حیات میں لکھ کر ان سے تصدیق کروائی' اس کتاب کا ذکر پرانی کتابوں میں آتا رہا' لیکن دستیاب نہیں تھی' اب اس کتاب کے مخطوطے کا عکس دھلی سے شائع ہو گیا ہے اور کاکوری ضلع لکھنو سے اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو گیا ہے' پاکستان میں اس کا ترجمہ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور نے بھی شائع کر دیا ہے' اس کتاب کے شائع ہونے سے حضرت شاہ ولی اللہ کے عقائد کو غلط طور پر متعارف کرانے والوں کے جھوٹ کا بھانڈا عین چوراہے میں پھوٹ گیا ہے۔

آخرت سے بے خوف ان لوگوں نے حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کی

کتابوں میں تحریف بھی کر دی ہے اور جعلی کتابیں بھی ان کی طرف منسوب کر دی ہیں مثلاً ''بلاغ المبین'' اور ''تحفۃ المواحدین'' جیسی جعلی کتابیں لکھ کر حضرت شاہ ولی اللہ کی طرف منسوب کر دی ہیں، شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کے ترجمہ میں تحریف کی ہے، لیکن محققین نے ان کی خیانتوں کا پردہ چاک کر دیا ہے، جس کی تفصیل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ''انفاس العارفین'' اردو ترجمہ مطبوعہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور کے مقدمہ اور القول الجلی اردو مطبوعہ لاہور کے مقدمہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

چند اعتراضات اور ان کے جوابات

شاید کسی کے ذہن میں یہ اعتراضات پیدا ہوں کہ جناب ایصالِ ثواب تو اسے کیا جاتا ہے جو حاجت مند ہو، غوث پاک تو متقی پرہیز گار تھے، لہٰذا ان کو ایصالِ ثواب کرنے کا کیا مطلب؟ اور پھر خصوصی طور پر حضور غوث پاک کو ہی ایصالِ ثواب کیوں کیا جاتا ہے، باقی اولیاء کرام کو کیوں نہیں کیا جاتا، ایصالِ ثواب کے لئے کھانے کا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے اور کھانا سامنے کیوں رکھا جاتا ہے؟ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا تو ثابت ہے لیکن قرآنی آیات پڑھنا کہاں سے ثابت ہے؟

جواب: حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کو ایصالِ ثواب کرنا آپ کی خدمت میں ہدیہ اور تحفہ کے طور پر ہوتا ہے، ایصالِ ثواب کرنے سے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات مزید بلند فرماتا ہے، اہلسنّت حضور غوث پاک سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ تحائف دینے سے محبت بڑھتی ہے، حضور غوث پاک کو خصوصی ایصالِ ثواب اس لئے کیا جاتا ہے کہ آپ اولیاء کے سردار ہیں، باقی تمام اولیاء اللہ کو بھی ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اور دعا میں یہ کہا جاتا ہے کہ اے اللہ کریم ہم نے جو قرآن پڑھا اور یہ جو صدقہ خیرات ہے اس کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ کو پہنچا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس کا ثواب تمام انبیاء علیہم السلام تمام صحابہ کرام، تمام صحابیات، تمام اہل بیت اطہار، تمام ازواج مطہرات، تمام تابعین، تمام تبع تابعین، تمام آئمہ مجتہدین، تمام محدثین، تمام اغواث، اقطاب، اولیاء، علماء، حفاظ، شہداء، جمیع

مومنین مومنات کی ارواح کو اپنے فضل و کرم سے عطا فرما۔

کھانا کھلانا ثواب کا کام ہے، قرآن کریم میں بار بار خیرات و صدقات کا ذکر آیا، اس میں کوئی برائی نہیں، نفس خیرات کی مشروعیت قرآن سے ثابت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''ومما رزقنهم ينفقون'' اور ہمارے دیے ہوئے رزق سے میری راہ میں خرچ کرتے ہیں، رہا یہ اعتراض کہ کھانا سامنے کیوں رکھا جاتا ہے؟ تو یہ ایک عجیب سا اعتراض ہے، کھانے سامنے رکھنے کی چیز ہے، پس پشت اس کا رکھنا کسی صاحب کو ثابت ہوا ہو تو وہ اس کی مخالفت کر سکتے ہیں، کھانے پر بسم اللہ کے علاوہ قرآن پڑھنا درج ذیل حدیث سے ثابت ہے۔

واخرج ابوالحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ فی اماليه وابن نجار عن عائشة ان رجلاً اتی النبی صلی الله عليه وسلم فشكا اليه ان مافی بيته ممحوق من البركة فقال اين انت من آيت الكرسی ما تليت علی طعام ولا دام الا انما الله بركة ذالک الطعام ولادام۔'' (تفسیر در منثور از علامہ جلال الدین سیوطی، جلد ا، ص ۳۲۳)

ترجمہ: ابوالحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ نے امالی میں اور ابن نجار نے نقل کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اس کے گھر میں بے برکتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو آیت الکرسی سے غافل ہے، کیونکہ جس کھانے اور سالن پر آیت الکرسی پڑھی جائے، اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دیتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کھانے پر تلاوت قرآن مجید سے کھانا بابرکت ہو جاتا ہے اور یہ ایک جائز عمل ہے، تلاوت کرنے سے کھانا حرام نہیں ہوتا، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتاویٰ عزیزی میں یہی لکھا ہے کہ جس کھانے پر فاتحہ وقل و درود پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ عزیزی کے صفحہ کا عکس صفحہ نمبر ۶۳۔

لفظ ''غوثِ اعظم'' اور اولیاء اللہ کے لئے رضی اللہ عنہ کے الفاظ پر اعتراض کا جواب

کسی کے ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہو سکتا ہے کہ آپ لوگ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوث پاک یا غوثِ اعظم لکھتے ہیں' غوث کا معنی فریادرس ہے' یہ الفاظ اللہ کے سوا کسی اور کے لئے نہیں بولنے چاہئیں' دوسری بات یہ ہے کہ آپ ان کے نام کے آخر میں رحمۃ اللہ علیہ کے بجائے رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں' یہ الفاظ تو صحابہ کرام کے لئے بولے اور لکھے جاتے ہیں۔ کیا ایسے الفاظ غیر صحابی کے لئے لکھنے جائز ہیں؟

جواب: حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی لئے لفظ غوث بولنا لکھنا اور آپ کے نام مبارک کے آخر میں رضی اللہ عنہ بولنا لکھنا دیوبندی مکتبہ فکر اور غیر مقلدین کی اکثر کتابوں میں غوثِ اعظم سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے لئے ملتے ہیں' ہم اس کا ثبوت دے سکتے ہیں' مگر مضمون طویل ہونے کے خوف سے صرف چند حوالے درج ذیل ہیں' رضی اللہ عنہ' کے الفاظ سے متعلق تفصیلی بحث راقم نے کتاب ''فضائل درود'' مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور کے آخر میں درج کر دی ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الانتباہ فی سلاسل الاولیاء مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی کے صفحہ ۱۸ پر لکھا ہے۔

''غوث الفرد الجامع محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی''

صفحہ ۱۹ پر لکھا ہے ''حضرت غوث''۔

صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے ''غوث الثقلین۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری کتاب ''ھمعات'' فارسی' مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدر آباد سندھ ۱۹۶۴ء کے صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے ''حضرت غوث جیلانی''۔

صفحہ ۸۳ پر لکھا ہے ''حضرت غوث الاعظم''

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی تیسری کتاب ''انفاس العارفین''

فارسی مطبوعہ ملتان کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ''حضرت غوث الاعظم''
صفحہ ۲۵ پر دو مرتبہ ''حضرت غوث الاعظم'' لکھا
صفحہ ۳۸ پر تین مرتبہ ''حضرت غوث الاعظم'' لکھا
صفحہ ۴۳ پر ایک مرتبہ ''حضرت غوث الاعظم'' لکھا
صفحہ ۸۷ پر دو مرتبہ ''حضرت غوث الاعظم'' لکھا

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ملفوظاتِ عزیزی'' مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۶۲ پر غوث الاعظم لکھا ہوا ہے۔

مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب ''صراط مستقیم'' فارسی مطبوعہ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور میں صفحہ ۵۶' صفحہ ۱۳۲' صفحہ ۱۴۷ پر ''غوث الاعظم'' اور صفحہ ۱۶۶ پر ''غوث الثقلین'' کے الفاظ لکھے ہیں۔ دنیا جہان کے تمام دیوبندی اور غیر مقلدین کے نزدیک حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خاندان کا بڑا مقام ہے' اس لئے ہم نے زیادہ تر اسی خاندان کے حوالے دیئے ہیں' جن باتوں کی بنا پر یہ لوگ اہلسنت پر فتوؤں کی بوچھاڑ کرتے ہیں اور اہلسنت سے نفرت کرتے ہیں' وہی باتیں شاہ ولی اللہ خاندان سے ثابت ہیں' مگر مجال ہے کہ ان لوگوں نے کبھی ولی اللہ خاندان کے بارے میں زبان کھولی ہو۔ کیا یہی انصاف ہے اور کیا یہی دین اسلام ہے؟

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ ''رضی اللہ عنہ'' کے الفاظ کسی غیر صحابہ کے۔ لئے نہیں کہنے چاہئیں' کیونکہ یہ الفاظ صحابہ کرام کے ساتھ مخصوص ہیں۔

عرض ہے کہ غیر صحابہ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' کے الفاظ استعمال کرنا جائز ہیں جیسا کہ فقہ کی مشہور کتاب ''درمختار مع شامی جلد پنجم ص ۴۸۰'' میں ہے' (ترجمہ) یعنی صحابہ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' کہنا مستحب ہے اور اس کا الٹ یعنی صحابہ کے لیے ''رحمۃ اللہ علیہ'' اور تابعین وغیرہ علماء و مشائخ کے لیے راجح مذہب پر ''رضی اللہ عنہ'' بھی جائز ہے' اسی طرح علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے ''نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض'' جلد سوم صفحہ ۵۰۹ پر تحریر فرمایا ہے' (ترجمہ) یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے علاوہ آئمہ وغیرہ علماء و مشائخ کو غفران و رضا سے یاد کیا جائے تو غفر اللہ تعالیٰ اور رضی اللہ تعالیٰ کہا جائے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اشعۃ اللمعات'' جلد چہارم' صفحہ ۴۴۳ پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ لکھا ہے' حالانکہ وہ صحابی نہیں' علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ شامی جلد اول میں امام اعظم ابوحنیفہ کو چھ جگہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے' امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۸۲ پر امام ابوحنیفہ کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے' حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ'' جلد اول صفحہ ۳ پر امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے' مسلم شریف کے شارح امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مقدمہ شرح مسلم'' صفحہ ۱۱ پر امام مسلم کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے' مشکوٰۃ شریف کے مصنف شیخ ولی الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ شریف کے مقدمہ صفحہ ۱۱ پر علامہ ابومحمد حسن بن مسعود فراء بغوی کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ علمائے دیوبند نے بھی مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی کے لئے رضی اللہ عنہ لکھا دیکھئے تذکرۃ الرشید مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور ص ۲۸۔

قرآن کریم سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ رضی اللہ عنہ کا لفظ صحابہ کرام کے ساتھ خاص نہیں' سورۃ البینہ پارہ ۳۰ میں ہے ''یعنی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈریں''۔ مفسرین نے اس آیت کے تحت لکھا ہے' جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں کہا کہ اس کی تفسیر دوسری آیات میں ہے کہ اللہ کے بندے علماء ہی کو خشیت الٰہی حاصل ہوتی ہے ''انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء'' ثابت ہوا کہ ''رضی اللہ عنہ'' صرف باعمل علماء و مشائخ کے لئے ہے' مگر یہ الفاظ بڑے مؤقر ہیں' اس لئے بہت سے لوگ انہیں صحابہ کرام ہی کے لئے خاص سمجھتے ہیں' لہٰذا انہیں ہر ایک کے لئے استعمال نہ کیا جائے بلکہ انہیں بڑے بڑے علماء و مشائخ کے لئے ہی استعمال کیا جائے' جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے کیا ہے۔

انہی الفاظ کو غیر صحابہ کے لئے جائز ہونے کے متعلق غیر مقلدین کے مشہور ہفت روزہ رسالہ ''الاعتصام'' لاہور کے ایک صفحہ کا عکس کتاب کے صفحہ نمبر ۶۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

وما علینا الا البلاغ

مومن کے ماہ وسال

اردو ترجمہ مع عربی متن

ما ثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ

*

عربی تصنیف —— کا —— اردو ترجمہ

عارف باللہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ — مولانا اقبال الدین احمد صاحب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات کی روشنی میں ہر مسلمان کے لیے پورے سال کے اعمال واشغال، نماز و روزہ، دعا و استغفار کا ایک مکمل دستور العمل

ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنی زندگی اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لیے ہر ماہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق عمل کر کے اپنے دین و دنیا کو کامیاب بنائے

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس

١٥٦١، کوتانہ اسٹریٹ، سوئی والان، نئی دہلی ١١٠٠٠٢

تھے کہ ایک کریہہ المنظر بد صورت شخص آیا اور کہا السلام علیک یا ولی اللہ! میں شعبان ہوں اور اللہ نے اس ماہ میں مقدر کر دیا ہے کہ بغداد میں بلائیں آئیں گی، ارض حجاز میں سخت قحط ہو گا اور خراسان میں رن پڑے گا چنانچہ جیسا اس آمدہ بد صورت نے کہا تھا ویسا ہی دیکھنے میں آیا۔

عُرس غوث اعظم رح مستند روایات معلومہ کے پیش نظر غوث اعظم کا عرس ۹۔ ربیع الآخر کو ہونا چاہیئے اور اسی تاریخ کو پیر و مرشد امام کامل و عارف شیخ عبدالوہاب قادری المتقی مکی آپ کا عرس قرار دیتے تھے۔ پر وہ تاریخ عرس ہے جو قابل اعتماد اس سبب سے بھی ہے کہ یہی تاریخ عرس ہمارے پیر و مرشد شیخ اعظم علی متقی رح اور دیگر شیوخ کے نزدیک قابل اعتماد ہے۔

لیکن ہمارے ملک میں ان دنوں ۱۱۔ ربیع الثانی ہی زیادہ مشہور معروف ہے اور غوث الاعظم کی اولاد و مشائخ عظام مقیم ہند (و پاک) گیارہویں تاریخ کو عرس کرتے ہیں۔

نیز اسی طرح پیر و مرشد سید ناسید بہی رضی الرضی ابوالمحاسن سید شیخ موسیٰ حسنی جیلانی ابن شیخ کامل عارف حق معظم و مکرم ابوالفتح شیخ حامد حسنی جیلانی نے اوراد قادریہ میں لکھی ہے اور شیخ حامد حسنی جیلانی ایک متفق علیہ ولی اللہ تھے جن کا لقب مخدوم ثانی اور عبدالقادر ثانی تھا انہوں نے اپنے آباء کرام کی زبانی آپ کے عرس کی تاریخ گیارہویں لکھی ہے۔

شیخ وقت امام عبداللہ یافعی نے اپنی کتاب خلاصۃ المفاخر اور مشہور عالم تاریخ مسمی مرآۃ الجنان میں آپ کی تاریخ رحلت ماہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ تحریر کی ہے اور کوئی دن تاریخ تحریر نہیں ہے انہوں نے تاریخ کا تعین شاید عدم معلومات یا اختلاف تاریخ کی وجہ سے نہیں کیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی تاریخ وفات ۱۷۔ ربیع الثانی ہے اور یہ بے اصل

زَادُ الْمُتَّقِیْن

فِی

سُلوکِ طریق الیقین

تصنیف

حضرت شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(اس کتاب میں)

حضرت شیخ علی متقی گجراتی "صاحب کنز العمال" سنن کے خلیفہ حضرت شیخ عبد الوہاب متقی گجراتی اور حرمین شریفین میں اس دور کے عالم اسلامی کے نامور فقہاء، محدثین، صوفیہ، خدا رسیدہ بزرگوں کے علمی کمالات اسرار، حدیث و تصوف کے سلسلہ کی سند و اجازت، اور ان کے حالات، بے حد دلچسپ، ایمان افروز، عبرت انگیز و حکمت آموز ہیں۔

اردو ترجمہ و تشریح

مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی

فاضل دار العلوم دیوبند، پی ایچ ڈی

ناشر

ڈاکٹر محمد عبد الرحمٰن غضنفر

مؤسس و مدیر

الرحیم اکیڈمی

۶/۷، [illegible] پوسٹ آفس، لیاقت آباد

کراچی ۷۵۹۰۰

ہم اس کے خریدار ہیں جس قیمت میں بھی تم بیچو' حالانکہ وہ خود ان چیزوں کا ایک پیسہ بھی نہ لگاتا' بڑی رقم جو بھی اس نے عالم جدائی و حالت موت میں مانگی دیدی' ساتھیوں نے کہا بھی کہ یہ سامان اس قیمت کا نہیں ہے' فرمایا خاموش رہو' یہ ہمارے دوست ہیں ہم نے ان کو شیخ متقی کے زمانے میں دیکھا تھا اور ان کی خدمت میں ان کی آمد و رفت تھی' وہ اور بھی خوش ہوا اور ان کے گھر سے باہر نکل جانا غنیمت سمجھا' اس نے کہا میں اب باہر جاتا ہوں اور اس رقم سے اپنے لئے کپڑے خریدوں گا' علاج کراؤں گا' اسے اسی چارپائی پر بٹھاکر باہر بھیج دیا وہ بھی خوشی خوشی چلا گیا اور یہ اپنے وقت کی بربادی اور اس کی پریشان حالی کی فکر سے بچ گئے۔ وہ اسی دن یا دوسرے دن مر گیا۔

(فتوحات پر گزر بسر)

اللہ تعالیٰ ظاہری و باطنی فتوحات کا دروازہ ان کے خدام پر کھلا رکھے۔ شاہ روم کی جانب سے جو وظائف اہل حرمین کے لئے مقرر ہیں موصوف ان میں سے اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے' گجرات و دکن کے تاجر اور سیٹھ بہت خدمت کرتے ہیں کبھی مصر و شام کے بعض اہل خیر تھوڑی بہت فتوحات بھیجتے ہیں اس سے بسر اوقات بفراغت ہوتی رہتی ہے۔ اپنی فطری بلند ہمتی سے خرچ بہت رکھتے ہیں۔ سال میں چار مرتبہ عرس کرتے ہیں بہت لوگ جمع ہوتے ہیں۔ کھانا کھاتے ہیں۔ حضرت رسالت مآب ﷺ کی محفل میلاد' حضرت غوث پاک کا عرس' حضرت متقی اور اپنے والد ماجد کا عرس کرتے ہیں۔ حضرت غوث پاک کا عرس نویں ربیع الآخر کو کیا جاتا ہے۔ بہجۃ الاسرار کی روایت کے مطابق یہی صحیح تاریخ ہے اگرچہ ہمارے دیار میں گیارہویں تاریخ

اخبار الاخیار
اردو

مُصنّف

ابو المجد شیخ عبد الحق محدث دہلوی

مُترجمین

مولانا سبحان محمود صاحب استاد الحدیث دار العلوم

مولانا محمد فاضل صاحب دار العلوم

اس کتاب میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی مشہور و معروف تصنیف اخبار الاخیار ہند و پاک کے تقریباً تین سو اولیائے کرام و صوفیائے عظام کا مشہور و مستند تذکرہ ہے جسمیں علماء و مشائخ کی پاکیزہ زندگیوں کی دل آویز داستانیں پوری تحقیق سے لکھی گئی ہیں۔ یہ کتاب ایک قابل قدر تاریخی و علمی شاہکار ہونے کے علاوہ حکمت و نصائح اور پاکیزہ تعلیمات کا بیش بہا ذخیرہ ہے

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی - بندر روڈ کراچی

(قیمت :- بیالیس روپے)

لگا تے، باقی حقیقت حال اللہ ہی زیادہ جانتا ہے۔

حکایت ہے کہ ایک بار شیخ امان کو اس حالت میں دیکھا گیا کہ وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے اور سورۂ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پوری طرح نہ پڑھ سکتے بلکہ اس کو بار بار دہراتے یہاں تک کہ بیہوش ہو کر گر پڑتے، نماز پڑھتے وقت آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور قیام کی طاقت نہ رہتی، واللہ اعلم بحقیقت الحال۔

آپ شیخ محمد حسنؒ کے مرید اور شیخ مودود لاری کے شاگرد تھے اکثر سلسلوں سے تعلق رکھتے تھے اور مسلکِ قادریہ میں دو واسطوں سے نعمت اللہ شاہ ولی تک پہنچتے ہیں، تمام مسلکوں میں سے مسلک قادریہ آپ پر غالب تھا۔

حکایت ہے کہ شیخ امان اپنے دوستوں سے ملنے دہلی آیا کرتے تھے آخری مرتبہ جب دہلی سے جانے لگے تو اپنے دوستوں سے کہا کہ اس مرتبہ لمبا سفر کرنا ہے اس پر آپکے مخصوص دوست شیخ زکریا اجودھنی نے کہا کہ ہم بھی آپکے ساتھ سفر میں رہیں گے آپ نے جواب میں فرمایا کہ اگر ظاہری سفر ہوتا تو آپ ساتھ ہوتے لیکن یہ دوسرا سفر ہے اس لئے میں آپ کو اللہ کی حفاظت میں دیکر جا رہا ہوں پھر بعد میں گھر جاکر آپ نے ہر چیز کو دیکھا اور اُن سے رخصت ہوئے، قرآن شریف کو کھول کر دیکھا اور فرمایا اے کتاب کریم میں نے تجھ سے استفادہ کر کے بیحد فائدے اُٹھائے، اسی طرح کمرہ اور کمرے کی ہر چیز کو وداع کہا اسی حالت میں آپ کو بخار چڑھ گیا تو آپ نے فرمایا بہت سا پانی گرم کر دو اور نئے لوٹے لے آؤ تاکہ عمر بھر کے وسوسے دُور ہو جائیں۔

گیارہ ربیع الثانی کو غوث الثقلین کا عرس کیا اور کہا کہ غوثِ پاک سے پہلے قدم اٹھانا درست نہیں چنانچہ اس دن عرس کے لئے جو کھانا پکوایا تھا تقسیم کر دیا۔

بارہ ربیع الثانی کو آپ پر سکرات موت کا غلبہ ہوا تو آپ نے اسی حالت میں کہا مشائخینِ طریقت کھڑے ہیں اور فتویٰ توحید طلب کر رہے ہیں چنانچہ کلماتِ توحید آپ کی زبان پر جاری تھے۔ بارہ ربیع الثانی ۹۹۷ھ کو آپنے انتقال فرمایا۔

آپ کے شاگرد و معتقد بکثرت ہیں جن میں سے شیخ تاج الدین بن زکریا اجودھنی

للہ الحمد والمنۃ

ا — ا
۱۷

کہ نسخہ معتبرہ

ملفوظات

زبدۃ المفسرین خلاصۃ المحدثین قدوۃ الکاملین جامع
علوم ظاہری و منبع فیوض باطنی مولانا و مقتدانا حضرت

شاہ عبدالعزیز صاحب

محدث دہلوی قدس سرہٗ

حسب فرمایش قاضی محمد بشیر الدین میرٹھی مدرس مدرسہ متھرا
در ماہ ... دویم مرتبہ طبع گردیدہ تا مکمل ہے

در مطبع مجتبائی میرٹھ طبع گردید

معصوم کسے است کہ بروی گناہ محال باشد باوجود استعداد گناہ محفوظ کسے کہ از وگناہ ممکن
بود لیکن واقع نشود اول مستلزم محال است دویم ممکن غیر واقع ارشاد شد کہ روضہ حضرت
غوث الاعظم را کہ کافی گویند تاریخ یازدہم بادشاہ وغیرہ اکابران شہر جمع گشتہ بعد نماز عصر کلام اللہ
وقصاید مدحیہ وآنچہ حضرت غوث در وقت غلبہ حالات فرمودہ اند و شوق انگیز بہ نزاکت با نغمہ
میخوانند بعد ازان صاحب سجادہ درمیان دیگر واگرد او مریدان نشستہ وصاحب حلقہ استادہ ذکر جہر
میگویند درین اثنا نعرہا وجد و سوزش ہم میشود باز چیزے از قبیل سابق خواندہ آنچہ طیار بود
باشد از قسم طعام و شیرینی حاضر کردہ تقسیم کردہ نماز عشا خواندہ رخصت میشوند ارشاد شد
شب پانزدہم شعبان از وقت غروب تا صبح صادق نزول الہی یعنی تجلیات الہی بر سما دنیا میشود
اگر تواند تمام شب یا اکثر شب زندہ دارد و بقول مشایخ صد رکعت بعد الحمد للہ قل ہو اللہ یکبار بہ
پنجاہ سلام یا دو رکعت بدہ سلام پنجاہ پنجاہ بار سورہ اخلاص و نیز فرمود کہ در حدیث ضعیف کہ
آن صحیح نیست مگر برای عمل بہتر است چہاردہ رکعت باید خواند بعد ادائے آن چہاردہ چہاردہ
بار سورہ الحمد و سورہ اخلاص و سورۃ الفلق و سورہ الناس و یکبار آیۃ الکرسی و یکبار آیہ حریص
علیکم تا ختم خواندہ دعا در حق خود و اقربا خود و احیا کند و نیز فرمود کہ این یکبار خواندہ یکبار
دعا در حق خود نہ ہر کہ نماید باز ہر بار خواندہ یکدعا میکردہ باشند قبول خواہد شد ارشاد شد
کہ ہر چہار دفتر کہ سبق ذکر آن شدہ بیشتر تقدیر مبرم است معلق را دخل نیست مگر در اینجا کہ
ازان تعلق نبود چنانچہ دفعہ آنکس کہ بروز نیہ در تمام سال کہ چند بن بود ہمہ یکبار گرفتہ التقریبہ اند در
بازیافتہ ارشاد شد زکی آنست کہ اعتبارات ثلثہ را مجرد گفتہ بعنوبہ لیکن نہ از تقریر بند ارشاد
شد المعاصرۃ سبب المنافرۃ ارشاد شد کہ در فن ریاضی مثل مولوی رفیع الدین
در ہند و ولایت نخواہد بود و اہل قصبات را ازین فنون مناسبت کمی باشد مگر مولوی عبد العلی
صاحب را مرید سے پرسید کہ تجدید بیعت از شیخ واحد آمدہ ارشاد شد کہ آنکسے اگر لغو
باشد خلاف طریقت یا شریعت چیزے کردہ باشد واجب است اگر پیر موجود نبود از خلیفہ ادمریہ

جس میں،

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری کے
۴۴ سالہ فتاوی کو فقہی ترتیب کے ساتھ اس طرح مرتب کر دیا گیا ہے
کہ عبادات و معاملات کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہا

محشی الحواشی شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی

جلد ثانی

مرتبہ

حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز

ناشر: ادارہ ترجمان السنۃ، ۷، ایبک روڈ، لاہور

سوال: پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بعض علماء کا یہ بیان صحیح ہے یا غلط کہ ان کے والدین موحد مومن تھے۔ تفسیر ترجمان القرآن میں جا بجا اس کے برخلاف لکھا ہوا ہے لہٰذا آپ کا کیا ارشاد ہے۔

جواب: میرے نزدیک صاحب ترجمان القرآن کا قول صحیح ہے۔ اخبار اہلحدیث میں بھی کئی جگہ لکھا جا چکا ہے۔ (اہلحدیث ۲۲ محرم ۱۳۶۲ھ)

سوال: چینی کی رکابیوں پر جو لوگ عربی وغیرہ لکھ کر بیماروں کو پلاتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ (اہلحدیث ۲۲ محرم ۱۳۶۲ھ)

جواب: آیات قرآنی کو لکھ کر پلانا بعض علماء نے جائز لکھا ہے۔ (اہلحدیث ۲۲ محرم ۱۳۶۲ھ)

سوال: اگر کوئی مولوی صاحب منبر پر شاہ ولی اللہ، شاہ رفیع الدین مع نواب صدیق حسن خان مع صاحبان کو سخت سست کہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: ایسا شخص بحکم حدیث سباب المسلم فسوق فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز جائز ہے بحکم حدیث صلوا کل بر و فاجر اور بحکم قرآن وارکعوا مع الراکعین۔ (۲ صفر ۱۳۶۲ھ)

سوال: جو لوگ تعویذ وغیرہ لکھ کر باندھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟
(امیر عظمت اللہ مدراس)

جواب: تعویذ کا مضمون اگر قرآن و حدیث کے مطابق ہو یعنی شرکیہ نہ ہو تو بعض علماء بچوں کے گلے میں ڈالنا جائز کہتے ہیں۔ اللہ اعلم۔ (اہلحدیث ۲۹ محرم ۱۳۶۲ھ)

سوال: اگر کوئی مدرسہ سود کے روپے پر خریدا جائے تو اس میں قرآن و حدیث کی تعلیم جائز ہے یا ناجائز۔ (خریدار اہل حدیث نمبر ۱۲۰۵)

جواب: یہ سوال دو پہلو رکھتا ہے۔ ایک یہ کہ سود سے حاصل کیا ہوا روپیہ مراد ہے یا سودی قرضہ پر لیا تھا روپیہ۔ یہ دونوں صورتیں موجب گناہ ہیں لیکن تعلیم وہاں جائز ہے جیسے بت خانوں میں تعلیم قرآن جائز ہے۔ چنانچہ حرم شریف میں قبل از غلبہ اسلام تعلیم دی جاتی تھی۔ حالانکہ وہ بت خانہ بنا ہوا تھا۔ (۱۳ صفر ۱۳۶۳ھ)

سوال: مچھلی کیوں بغیر تکبیر کے حلال ہوئی اور کب سے کس نبی کے زمانہ میں اور ٹڈی مرغ کس زمانہ سے[1]

[1] مکڑی حشرات الارض میں داخل ہے اس کے حلال ہونے کا ہمارے علم میں کوئی ثبوت نہیں ۱۲ محمد داؤد راز

سوال: ایک مومن اور کافر ایک مکان میں رہتے ہیں۔ اس مکان میں آگ لگ گئی اور دونوں ایسے جلے کہ شناخت نہیں ملتی اب ان کی تجہیز و تکفین جنازہ کیسے کیا جاوے؟

جواب: حدیث شریف میں ہے کہ جس مجلس میں کافر اور مومن دونوں ہوتے تب بھی آنحضرت صلعم ان کو سلام علیکم کہدیا کرتے تھے۔ اس قاعدے کے مطابق دونوں کو غسل دے کر سامنے رکھ کر جنازہ پڑھ دیں اور یہ نیت کریں کہ جو ان میں سے جنازے کے لائق ہے اس کا پڑھتے ہیں۔

(۲۰ محرم ۲۸ھ)

سوال: کوئی شخص منگل بدھ وغیرہ دنوں میں مر جائے تو اس کی قبر پر کسی آدمی کو قرآن پڑھنے کے لئے جمعرات کی مغرب تک بٹھانا اس نیت سے کہ یہ شخص جمعہ میں مل جاوے گا جائز ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ جب تک قرآن قبر پر باآواز بلند پڑھا جاوے تب تک اس کو پوچھ نہیں ہوتی ہے؟

جواب: یہ بات کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں پیٹ پرستوں کے چلے ہیں۔

(۶ ربیع الاول ۲۸ھ)

سوال: مردے کو قبر میں رکھ کر قل کے ڈھیلے اس کے سرہانے رکھتے ہیں الخ

جواب: قبر پر پتھر وغیرہ کوئی نشان رکھ کر بعد دفن کے مٹی کو جمانے کے لیے پانی ڈالنا حاضرین کا ہاتھوں سے بطور ہمدردی قبر میں مٹی ڈالنا اور دعائے مغفرت کرنا یہ سب مضامین تو احادیث میں آگئے ہیں اس کے سوا جو کچھ ہے وہ بدعت قابل ترک ہے۔ (۶ ربیع الاول ۲۸ھ)

تشریح: کفن پر لکھنا جواب نامہ کا اور قل کے ڈھیلے قبر میں رکھنا درست نہیں بلکہ یہ دونوں کام بدعت ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ سید شریف حسین عفی عنہ۔ (فتاوی نذیریہ ص ۴۲۳ ج ۱)

سوال: میت کو ثواب رسانی کی غرض سے بہیئت اجتماعی قرآن خوانی کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: بہ نیت نیک جائز ہے اگرچہ ہیئت کذائی سنت سے ثابت نہیں میت کے حق میں سب سے مفید تر اور قطعی ثبوت کا طریق استغفار و بخشش مانگنا ہے۔ (۱۸ ربیع الثانی ۲۹ھ)

سوال: اپنی مرنے والی بیوی کو مرد قبر میں اتار سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اتار سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ... کو فرمایا اگر تو میرے پہلے مرے تو میں تجھے غسل دوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ کو غسل دیا تھا۔ اتارنا تو بہت آسان ہے۔

(۱۲ محرم ۳۰ھ)

جواب: شریعت ان احکام کا نام ہے جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں۔ ان احکام کو بحضورِ قلب دل لگا کر ادا کرنا طریقت و حقیقت ہے۔ حقیقت شریعت کے مخالف نہیں ہو سکتی بلکہ حقیقت شریعت کے لئے طریق کار کا نام ہے۔ اسی لئے حضرت مجدد صاحب سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کل حقیقة ردته الشریعة فهی زندقة[1] یعنی حقیقت کے جس مسئلہ کو شریعت رد کر دے وہ واقعی الحاد اور بیدینی ہے یہ تینوں (طریقت حقیقت اور معرفت) دراصل شرعی احکام کے طریق کار کے نام ہیں، اور یہ تینوں دراصل ایک ہیں۔ (۹ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ)

سوال: کل یہاں ایک جلسہ بنگلور کے مسلم لائبریری کا ہوا جس میں مولوی حاجی غلام محمد شملوی نے لکچر دیا دوران تقریر میں گیارہویں اور بارہویں میں برائے ایصال ثواب غرباء کو کھانا وغیرہ کھلانا جائز کہا ہے آپ اس کے عدم ثبوت کے دلائل پیش کریں۔

(نیاز مند سید محمد ہاشم خریدار)

جواب: گیارہویں بارہویں کی بابت فریقین میں اختلاف صرف اتنی بات میں ہے کہ مانعین اس کو لغیر اللہ سمجھ کر مَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ میں داخل کرتے ہیں۔ اور قائلین اس کو لغیر اللہ میں نہیں جانتے۔ مولوی غلام محمد صاحب نے دونوں کا اختلاف مٹانے کی کوشش کی ہوگی کہ گیارہویں بارہویں کا کھانا بغرض ایصال ثواب کیا جائے یعنی یہ نیت ہو کہ ان بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچے نہ کہ یہ بزرگ خود اس کھانے کو قبول کریں اس صورت میں واقعی اختلاف اٹھ جاتا ہے۔ ہاں نام کا جھگڑا باقی رہ جاتا ہے کہ اس قسم کی دعوت کو گیارہویں بارہویں کہیں یا نذر اللہ کہیں۔ اس میں شک نہیں کہ شرع شریف میں گیارہویں بارہویں کے ناموں کا ثبوت نہیں۔ اس لئے یہ نام نہیں چاہئے۔ فقط دعوت لِلّٰہ فی اللہ کی نیت چاہئے۔ دگر ہیچ۔

(اہل حدیث۔ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ)

سوال: ختنہ جس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں یعنی مسلمانیت کی ایک خاص علامت ہے اس کا وجود کس طرح ہوا اور کب سے شروع ہوا؟ اگر یہ ابراہیمی سنت ہے

---

[1] مکتوبات۔

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

فتاوی رشیدیہ کامل

مبوّب بطرزِ جدید

از افاضات مبارکہ

حضرت مولانا الحاج الحافظ رشید احمد صاحب گنگوہی رح

❀ ❀ ❀

ناشران

ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

جواب:۔ صلوٰۃ غوثیہ کی حقیقت ہم کو معلوم نہیں اور صلوٰۃ معکوس فی الحقیقت نماز نہیں۔ بلکہ مجاہدہ ہے اور صلوٰۃ ہمول کا ثبوت صحاح حدیث سے نہیں۔

صلوٰۃ الرغائب وغیرہ کا حکم

سوال:۔ صلوٰۃ الرغائب رجب کے اول جمعہ کی شب کو اور صلوٰۃ نصف شعبان اور صلوٰۃ الضحیٰ بہیئت مخصوصہ ثابت ہیں یا نہیں۔ در صورت عدم ثبوت ان کا فاعل کس درجہ کا گنہگار ہوگا۔ کبیرہ کا یا صغیرہ کا فقط۔

جواب:۔ یہ نمازیں بایں قیود جو مروج ہیں بدعت ضلالہ ہیں جس کا مآل گناہ کبیرہ کا ہے۔ اگرچہ نفس صلوٰۃ نفل مندوب ہے۔ شرح اس کی براہین قاطعہ میں دیکھو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اا تاریخ کو نذر اللہ کر کے غربا و امراء کو کھانا کھلانا

سوال:۔ ایک شخص ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں کرتا ہے نذر اللہ اور کھانا پکا کر غربا اور امراء سب کو کھلاتا ہے اور اپنے دل میں یہ سمجھتا ہے کہ جو چیز نذر لغیر اللہ ہو وہ حرام ہے اور میں جو گیارہویں کرتا ہوں یا توشہ کرتا ہوں کہ جو منسوب ہے بفعل حضرت بڑے پیر صاحبؒ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحبؒ کے ہرگز ان حضرات کی نذر نہیں کرتا بلکہ محض نذر اللہ کرتا ہوں صرف اس غرض سے کہ یہ حضرت کیا کرتے تھے ان کے عمل کے موافق عمل کرنا موجب خیر و برکت ہے اور جو شخص ان حضرات کی یا اور کسی کی نذر کریگا سوائے اللہ جل شانہ وہ حرام ہے کبھی حلال نہیں تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے عقیدے والے کو گیارہویں یا توشہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور موجب برکت بھی ہے یا نہیں اور اس کھانے کو مسلمان دین دار تناول فرمائیں یا نہیں۔

جواب:۔ ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں کو توشہ کرنا درست ہے مگر تعین یوم و تعین طعام کی بدعت اس کے ساتھ ہوتی ہے اگرچہ فاعل اس تعین کو ضروری نہیں جانتا مگر دیگر عوام کو موجب ضلالت کا ہوتا ہے لہذا تبدیل یوم و طعام کیا کرے تو پھر کوئی خدشہ نہیں۔

تین برس کے بچہ کی فاتحہ

سوال:۔ تین برس کے بچے کی فاتحہ دوسرے دن کی ہونا چاہیئے یا سوم کی ہونا چاہیئے بینوا توجروا۔

جواب:۔ شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن باقی یہ تعین عرفی ہیں جب

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

حسب فرمائش

جناب حاجی محمد سعید تاجر کتب نمبر ۸۵ خلاصی ٹولہ کلکتہ ۱۳

فیصلہ
ہفت مسئلہ
مع
ارشاد مرشد

باہتمام نیاز مند حاجی محمد شفیع ابن جناب حاجی محمد سعید سلمہ

غفر لہ اللہ الواہب

۱۲/

در مطبع مجیدی واقع کانپور طبع شد

ہر علم و فن کی عمدہ و دستی کتابیں ملنے کا پتہ:- حاجی محمد سعید تاجر کتب نمبر ۸۵ خلاصی ٹولہ کلکتہ ۱۳

دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا

اسمیں بھی وہی گفتگو ہے جو مسئلہ مولد میں مذکور ہوئی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ نفس ایصال ثواب راجح ہوات میں
کسی کو کلام نہیں اسمیں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع
ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا بمصلحت
نماز میں سورت خاص معین کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل
یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکاکر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب
کی نیت کرلی متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کے
لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اسطرح اگر یہاں بھی زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو
پہونچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا
روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اسکے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا
کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہونچ جاویگا کہ جمع بین العبادتین ہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
قرآن شریف میں بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا
دعا کے لیے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جاویگا اسکے ساتھ پانی
دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی
رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمولی ہو تو اسوقت وہ یاد آجاتا ہے اور
ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں
ہیں جنکی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر
مصالح مذکورہ کے بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں

رہا عوام کا غلو اور اس کی اصلاح کرنی چاہیئے اس عمل سے کیوں منع کیا جائے ثانیاً انکا غلو اہل فہم
کے فعل میں موثر نہیں ہو سکتا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم رہا شبہہ تشبہ کا اسمیں بحث از بس طویل ہے مختصر
اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ تشبہ اسوقت تک رہتا ہے جبتک عادات اس قوم کے ساتھ ایسی مخصوص ہوں
کہ جو شخص وہ فعل کرے اسی قوم سے سمجھا جائے یا اسپر حیرت ہو اور جب دوسری قوموں میں پھیل کر عام ہو جائے
تو وہ تشبہ جاتا رہتا ہے ورنہ اکثر امور متعلق عادات و ریاضات جو غیر قوموں سے ماخوذ ہیں مسلمانوں میں ایسے
کثرت سے پھیل گئے کہ کسی عالم و درویش کا گھر بھی اس سے خالی نہیں ہے اور مذموم نہیں ہو سکتے قصہ تطہیر اہل قبا نہیں
کافی حجت ہے البتہ جو ہیئت عام نہیں ہوئی وہ موجب تشبہ ہے اور ممنوع ہے پس یہ ہیئت مروجہ ایصال کسی قوم
کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اور گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کا دسواں بیسواں چہلم ششماہی
سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر
رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدہ پر مبنی ہیں اور مشرب فقیر کا اس
مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہیئت کا نہیں ہے مگر کرنیوالوں پر انکار نہیں کرتا اور عملدرآمد اس میں ایسے
میں اختیار رکھنا چاہیئے یعنی دونو فریقوں کا باہم مل جل کر رہنا اور مباحثہ و قیل و قال نکرنا اور ایک دوسرے
کو وہابی بدعتی نہ کہنا اور عوام غلو اور جھگڑوں سے منع کرنا سب بحث مولد میں گزر چکا۔

(بغیر اجازت مصنف کوئی صاحب طبع نہ فرمائیں)

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي (بخاری شریف)

رسولِ خدا فرماتے ہیں "نماز ٹھیک اسی طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا"

خدا کے آخری رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا مکمل ضابطہ

صلوٰۃ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم

جس کے نورانی اوراق میں وہ دُررِ آبدار منتشر ہیں جو وحیِ الٰہی کے یم ھُدیٰ سے رسالت کی غواصی نے پائے ہیں اور جن کی تابانی اور درخشانی کا نور جویانِ خدا کو خبثِ عصیاں کی ظلمت سے نکال کر بارگاہِ ایزدی میں پہنچاتا ہے

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی مدظلہ

ناشر

مکتبہ نعمانیہ - اردو بازار - گوجرانوالہ

لاہور میں ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ - اردو بازار - لاہور

قیمت ۱۲ روپے

۵۰

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دعاذی النون۔ (حضرت یونسؑ) کی مچھلی کے پیٹ میں یہ (آیہ کریمہ) لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہ اور جو کوئی مسلمان کسی کام کے لئے یہ دعا پڑھتا ہے خداتعالیٰ قبول فرما لیتا ہے۔ (ترمذی)

ایک شخص نے عرض کیا۔ اے رسولِ خدا! کیا یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام سے متعلق ہی مخصوص ہے؟ حضورؐ نے فرمایا۔ کیا تو نے خدا تعالےٰ کی یہ بات نہیں سنی۔ فَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (رواہ احمد) یعنے خدانے فرمایا۔ کہ ہم نے (اس دعا کے پڑھنے کے سبب) حضرت یونسؑ کو غم سے نجات دے دی۔ اور اسی طرح ہم (قیامت تک اس آیہ کریمہ کے ساتھ دعا کرنے والے) مومنوں کو (غموں دکھوں، دردوں سے) نجات دیں گے:

پس قرآن اور حدیث سے یہ معلوم ہوا۔ کہ یہ دعا بڑا بھاری وظیفہ ہے۔ ہر قسم کی تکلیفوں، مصیبتوں، دکھوں، دردوں، اور اندوہوں، سے نجات پانے کے لئے بڑا کامیاب وظیفہ ہے۔ بنہایت مجرب التاثیر، اور نہایت سریع الاثر دعوت ہے۔ تمام اولیاء اللہ اور صلحائے امت کا اس کی سرعت تاثیر اور عدم تخلف پر اجماع اور اتفاق ہے۔

پڑھنے کا طریقہ اس کے پڑھنے کے طریقے اپنے اپنے احوال و اشغال کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ ایک طریق تو یہ ہے۔ کہ ہر روز رات کو بعد نماز عشاء ایک ہزار بار پڑھیں اول

آخر تین بار درود شریف بھی (قعدہ تشہد والا) ضرور پڑھیں۔ بارہ روز تک پڑھیں۔ انشاء اللہ اکل حلال اور صدق مقال کی پابندی سے پڑھنے پر کام ہو جائے گا۔ ورنہ چالیس روز تک پڑھیں، لیلائے مرام سے ہم آغوش ہو جائیں گے۔

دوسرا طریق یہ ہے۔ کہ اس دعا کو چالیس روز میں سوا لاکھ بار کریں جس کی صورت یہ ہے کہ ہر روز تین ہزار ایک سو پچیس (۳۱۲۵) بار پڑھیں۔ اول آخر چند بار درود شریف ضرور ہو۔ خدا کے فضل سے شب غم کی تاریکیوں سے صبح فرح کے انوار ضیا بار ہوں گے۔

تیسرا طریق اس کے پڑھنے کا یہ ہے۔ کہ نماز عشاء کے بعد تاریک مکان میں بیٹھ کر ایک پانی کا پیالہ بھر کر آگے رکھ لیں۔ اس طرح حضرت یونسؑ کے مچھلی کے پیٹ کے اندھیرے اور دریا کے پانی کا نقشہ کھنچ جائے گا۔ اور بدن اور کپڑوں کی طہارت کے ساتھ باوضو قبلہ رخ بیٹھ کر نہایت عاجزی، زاری، خضوع، اور استحضار کے ساتھ یہ دعا تین سو بار پڑھیں۔ اور پڑھنے کے دوران میں ہر سو بار کے ختم پر پانی میں ہاتھ ڈال کر منہ اور بدن پر پھیرتے رہیں۔ جب پڑھ چکیں تو اکتالیس بار درود شریف بھی پڑھیں۔ اسی طرح اکتالیس روز تک یہ عمل جاری رکھیں۔ خدا کی مہربانی سے ہموم و غموم کے بادل چھٹ کر مطلع امید نظر آجائے گا۔ اور کوئی مشکل اور مصیبت ایسی نہیں جو دور نہ ہو انشاء اللہ الغفار۔

جس میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے
۴۴ سالہ فتاویٰ کو فقہی ترتیب کے ساتھ اس طرح مرتب کر دیا گیا ہے
کہ عبادات و معاملات کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہا۔

محشی بحواشی شیخ الحدیث حضرت مولانا ابو سعید شرف الدین دہلوی رحمہ اللہ

جلد اوّل

مرتبہ

حضرت مولانا محمّد داؤد صاحب رازؔ

ناشر

ادارہ ترجمان السُّنّۃ، ۷ ، ایبک روڈ، لاہور

فرمایا ہے بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ۔

ارسال کردہ مولانا عبدالرؤف جھنڈے نگری

سوال۔ نذر اللہ نیاز حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی پیر یا ماں باپ کی نیت سے کی جائے کیا جائز ہے؟

جواب۔ نذر غیر اللہ جائز نہیں ہے۔ نذر للہ کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔ اہل حدیث جلد ۴ ع ۱۵

حضرت سعد ایک صحابی ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنی والدہ مرحومہ کو ایصال ثواب کرنے کے لئے ایک کنواں بنوا دیا تھا جو اس نام مشہور ہو گیا تھا کہ کنویں کا ثواب سعد کی ماں کے لئے ہے۔ (راز)

غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے اور منذور یعنی جو چیز نذر کی جائے شیرینی یا فیرینی کھانا ہر امیر و فقیر پر حرام ہے۔ کما بسطہ فی بحر الرائق والدر المختار و غیرھما۔ مجموعۃ الفتاویٰ مولانا عبد الحی لکھنوی مرحوم ج ا ص ۳۶۱ و جلد ۲ ص ۲۹۹

سوال۔ یا اللہ صدقے اپنے رسول مقبول علیہ السلام کے میری دعا قبول فرما کر کوئی بھی دعا ہے۔ کیا ایسا کہنا جائز ہے؟

جواب۔ ایسا کہنا مجھے کسی حدیث میں نہیں ملا۔ اللہ اعلم۔ اہل حدیث جلد ۴ ع ۱۵

سوال۔ وَاِذْ قُلْنَا ... فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ میں استثناء متصل ہے یا کہ منقطع کیا یہ صحیح ہے کہ ابلیس پہلے کثرت سے عبادت کیا کرتا تھا؟

جواب۔ ملائکہ کے ساتھ ابلیس کو بھی سجدہ کا حکم ہوا تھا لقولہ تعالیٰ۔ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ (آل عمران) آیت کی تقدیر عبارت یوں ہے قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ وَ اِبْلِیْسَ ط پس اس تقدیر عبارت پر استثناء متصل ہے۔ بہت سے حضرات منقطع بھی کہتے ہیں۔ ہمارے علم میں قرآن و حدیث سے ابلیس کی عبادت کا کوئی ثبوت نہیں کسی عالم سے پوچھئے۔ اہل حدیث جلد ۴ ص ۳۷

لہ۔ اصل میں ایسا ہی ہے۔ (راز)

انفاس العارفین
مصنفہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
در بیان حالات ۔ کرامات ۔ ملفوظات ۔ مکتوبات حکایات
معمولات حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم قدس سرہٗ والد ماجد ایشاں
و ذکر صاحب تسلیم و رضا حضرت شاہ ابو الرضا محمد صاحب
عم بزرگوار ایشاں و ذکر ننھیال و ددھیال حضرت شاہ صاحب
موصوف مع حالات و کرامات دیگر بزرگان دین متین
بتصحیح تام و تنقیح مالا کلام باہتمام محمد عبد الاحد غفر اللہ الصمد ١٣٣٥ھ
مطبع مجتبائی دہلی

ارواح جمع شدند و مجلس کردند مرا فرمودند شما هم بنشینید گفتم من در مجلس نمی نشینم. فرمودند مجلس ما چون
مجلس دیگر نیست دراں مجلس حاضر شدم و وجد هم آنجا بود میفرمودند در اکبرآباد اثنای مراجعت
از درس میرزا محمد زاهد کوچه در از پیش آمد ابیات شیخ سعدی در آن حالت میخواندم و ذوق می کردم
؎ جز یاد دوست هر چه کنی عمر ضائع است ٭ جز سر عشق هر چه بخوانی بطالت است ٭ سعدی
بشوی لوح دل از نقش غیر حق ٭ علمے که راه حق ننماید جهالت است ٭ مصرع چهارم از خاطرم برفت
و در دل من قلق و اضطرابے ازیں سبب پیدا شد. ناگاه مردے دو موی فقیر وضع ملیح روئے از جانب یمین
من برآمد و گفت ؎ علمے که ره حق ننماید جهالت است ٭ گفتم جزاک الله خیر الجزاء چه قدر قلق و
اضطراب از دل من زائل نمودی آنگاه دو دسته تنبول برآورده پیش آں عزیز بردم. تبسم کرد و گفت ایں
اجر یاد دهانیدن است گفتم نه ولیکن شکرانه است گفت من نمی خورم آنگاه گفت مرا زود باید رفت
گفتم من هم به شتاب می روم گفت شتاب تر می خواهم پس قدم بر داشت و آخر کوچه نهاد دانستم که
روح مجسم است ندا کردم که بر نام خود هم اطلاع دهید تا فاتحه می خوانده باشم گفت سعدی کہ فقیر ست
میفرمودند در واقعه دیدم که بر آسمان رفتم شخصے را دیدم که مرقع بجود پیچیده است و خوابیده [illegible]
نجست از وے بر می آمد معلوم شد که ایں شخص سر حلقه مجاذیب است و هر مجذوبے از وے مستمد است
ظاهرا قبل زمان حضرت رسالت پناه بوده است کاتب حروف گوید احتمال دارد که آنصورت مثالیه
تربیت الهیه باشد به نسبت مجاذیب و استیلای نسبتے که مشوش عقل و تدبیر بود. ایں فقیر از یاران که
حاضر ایں واقعه بودند شنیده است که حضرت ایشاں در قصبه ڈاسنه بزیارت مخدوم شیخ الله دیه
رفته بودند و شب هنگام بود. دراں محل فرمودند مخدوم ضیافت ما می کنند می گویند چیزے خورده روید
توقف کردند تا آنکه اثر مردم منقطع شد و ملال بر یاراں غالب آمد. آں گاه زنے بیامد طبق برنج و شیرینی
برسر و گفت نذر کرده بودم که اگر زوج من بیامد همان ساعتے طعام پخته به نشستگان درگاه مخدوم الله دیه
رسانم درین وقت آمد نذر را ایفا کردم و آرزو کردم که کسے آنجا باشد تناول کند میفرمودند یک بار وقت
سیر میکردم بمقبره بغایت مصفا رسیدم قدرے آنجا توقف کردم دراں وقت بخاطر آمد که درین بقعه
هیچ کس بجز من ذکر خدا نمی کند عقب ایں خطره مردے نورانی گوژ پشتے ظاهر شد و بزبان پنجابی
سرود می گفت. حاصل مضمونش آنکه آرزوئے دیدار یار بر من غالب آمده از نغمه او متاثر شدم و بطرف

مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الخ

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی رح

باہتمام

حاجی محمد ذکی عفی عنہ

ناشر

ایچ۔ ایم سعید کمپنی۔ ادب منزل
پاکستان چوک۔ کراچی

۱۶۰

سوال۔ استعانت بالارواح کا کیا حکم ہے؟

جواب۔ استعانت ارواح سے۔ اس امت میں بہت وقوع میں آئی ہے۔ عوام جہال استعانت اس طور پر کرتے ہیں کہ ارواح کو ہر عمل میں قدرت میں مستقل جانتے ہیں۔ اور ارواح کو قادر مطلق سمجھتے ہیں۔ یہ بلاشبہ شرک جلی ہے۔ اور نذر اولیاء کہ جس کا بغرض حاجت روائی معمول ہے اور اس کا رسم و دستور ہو گیا ہے۔ اکثر فقہانے اس کو جائز نہیں رکھا ہے۔ بلکہ ان فقہاء نے یہ خیال کیا ہے کہ جس طرح سے اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق جان کر اس کی نذر مانی جاتی ہے۔ اسی طرح عوام جہال ارواح کو قادر مطلق مثل خدا کے سمجھتے ہیں۔ اور ان ارواح کی نذر مانتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان فقہا نے حکم دیا ہے کہ جو شخص ایسی نذر مانے وہ مرتد ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ اگر نذر بالاستقلال کسی ولی کے واسطے ہو تو باطل ہے۔ اور اگر نذر خدا کے واسطے ہو اور ولی کا ذکر صرف اس خیال سے ہو کہ مثلاً اس ولی کو ثواب رسانی کی جائے گی۔ یا اس ولی کی قبر کے خدام کے مصرف میں اس نذر کا مال آئے گا تو یہ نذر جائز ہے۔ اور حقیقت اس نذر کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھانا کھلا دیا جائے۔ یا مال بطور خیرات وغیرہ کے دیا جائے اور میت کی روح کو ثواب رسانی کی جائے۔ اور یہ امر مسنون ہے۔ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

مثلاً صحیحین میں جو حال ام سعد وغیرہا کا مذکور ہے۔ اس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے اور ایسی نذر لازم ہو جاتی ہے تو حاصل اس نذر کا یہی ہے کہ یہ نیت کی جائے کہ مثلاً کھانا کھلایا جائے گا۔ یا اسقدر خیرات دی جائے گی۔ اور اس کا ثواب فلاں ولی کی روح کو پہنچایا جائے گا۔ تو ذکر ولی کا صرف اس غرض سے ہوگا کہ یہ متعین ہو جائے کہ ثواب رسانی فلاں ولی کی روح کو کی جائے گی۔ اور یہ نیت نہ ہو کہ خاص وہ چیز اس ولی کے مصرف میں آئے گی۔ اور ایسا بھی لوگ کرتے ہیں کہ یہ نیت کر لیتے ہیں کہ وہ نذر اس ولی کے متوسلین کے مصرف میں آئے گی۔ مثلاً۔ اس ولی کے قرابت مند اور اس کی قبر کے خادم اور اس کے مریدین وغیرہ کے مصرف میں وہ مال آئے گا۔ اور بلاشبہ نذر ماننے والوں کا مقصود اکثر ایسا ہی ہوتا ہے اور ایسی نذر کے بارہ میں حکم ہے کہ یہ نذر صحیح ہے۔ اس کو پورا کرنا واجب ہے۔ اس واسطے کہ شرع میں یہ قربت

۱۶۱

معتبرہ ہے۔ البتہ اگر اس ولی کو یہ سمجھے کہ یہ ولی بالاستقلال حل کنندۂ مشکلات ہے۔ یا یہ عقیدہ رکھے کہ اس کی سفارش سے نعوذ باللہ من ذالک معاذ اللہ تعالیٰ مجبور ہو کر حاجت روائی فرمائے گا۔ تو ایسی نذر میں البتہ شرک و فساد لازم آتا ہے۔ مگر یہ عقیدہ دوسری چیز ہے اور نذر دوسری چیز ہے۔ یعنی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مطلقاً نذر منع ہو جائے۔ بلکہ جائز نذر کی جو صورت اوپر مذکور ہوئی ہے اسطور کی نذر بلاشبہ صحیح ہے۔ اور اس کو پورا کرنا واجب ہے۔

رفیع الدرجٰت ذو العرش یلقی الروح من امرہٖ علٰی من یشآء من عبادہ

صاحب اونچے درجوں کا ۔ مالک تخت کا ۔ اوتارتا ہے بھید کی بات اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں

الحمد للہ کہ مجموعہ متبرکہ تالیف شریف زبدۃ المحققین ۔ اسوۃ المدققین ۔ مخزن المتکلمین قدوۃ [illegible]
سند المفسرین سید المحدثین ۔ حافظ آیات رب العالمین ۔ حضرت مخدومی و مولائی و مقتدائی مولانا شاہ
رفیع الدین صاحب ۔ خلف ثانی رحمہ اللہ باقی باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

مجموعہ رسائل تسعہ

۱۳۱۲

برائے فائدہ ہر خاص و عام خصوصاً معتقدین و متوسلین خاندان بتصحیح تمام احقر الانام
خاکپائے علما و الفقرا سید ظہیر الدین عرف سید احمد ۔ بن مولانا سید
معز الدین بن مولوی سید ناصر الدین دہلوی نقشبندی غفر اللہ لہ و لوالدیہ

در مطبع احمدی واقع دہلی عقب مدرسہ محل کلاں متعلق عزیزی مطبوع گردید

رسالہ نذور بزرگان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بعد حمد و شکر رب العزت و درود و سلام بر خاتم النبوت و بر متوسلان جناب از
اہل بیت و اہل صحبت میگوید بندۂ مسکین محمد رفیع الدین الحقہ اللہ بسلفہ الصالحین
این کلماتے ہست در باب نذورے کہ بر مزارات اولیاء مے آرند مشتمل بر چند مسئلہ +
مسئلہ اول آنکہ لفظ نذر کہ آنجا مستعمل مے شود نہ بمعنی شرعی ہست کہ ایجاب غیر واجب
ہست از جنس عبادات مقصودہ بطریق تقرب الی اللہ بلکہ بمعنی عرفی ہست چہ عرف
آنست کہ آنچہ پیش بزرگان مے برند نذر و نیاز میگویند آرے نذر شرعی قسمے
ازان گاہے می باشد و حکم نذر این ہست کہ اگر بتحقیق محض برای اولیاست حرام ہست
کہ وارد شدہ ہست لَا نَذْرَ لِغَيْرِ اللّٰهِ و نیز قضاے حاجت باستقلال از کسی خواستن
و او را مالک نفع و ضرر خود اعتقاد کردن نوعے از شرک اکبر بصورت ہست نہ در نیت
حقیقت و واقع بر یکے از سہ وجہ مباح ہست **وجہ اول** آنکہ خالص برای خدا تعالیٰ ہست
و ایشان مصرف محض اند گویا میگوید الٰہی آنمراد من حاصل شود نذر تو بر خدام آن الصالح
رسانم **وجہ دوم** آنکہ ایشان را شفیع سازد گویا می گوید یا حضرت در جناب الٰہی
برای این مشکل دعا بکنید اگر این مراد حاصل شود از طرف تو در جناب الٰہی اینقدر
طعام یا نقد رسانم تا ثواب این عائد بشما شود و این معنی جواز دارد چرا کہ جناب
نبوت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ را وصیت
فرمود کہ تا زندہ باشی از طرف من قربانی کردہ باشی و سعد بن عبادہ را فرمود چاہے بنا کن

یعنی

ملفوظات حضرت سید احمد شہید بریلوی قدس اللہ روحہ

۱۲۱۱ھ ———— ۱۲۴۶ھ

جمع و ترتیب

- سید محمد اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ
  م ۱۲۴۶ ہجری
- مولانا عبد الحیٔ بڈھانوی علیہ الرحمۃ
  م ۱۲۴۳ ہجری

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور ۲

حضور قبر یا غیبت آں بوجہی کہ از جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مروی و ثابت شدہ بہماں وضع اگر بوقوع
آید افضل است از اوضاع دیگر مثلاً آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم در شب برات تنہا بے اطلاع احدی در بقیع تشریف
بردند و دعا فرمودند و کسی را از صحابہ امر نفرمودند کہ دریں شب بر مقابر باید رفت و دعا باید کرد چہ جائیکہ تاکید کردہ باشند
پس بحال اگر کسی اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم منظور داشتہ در شب برات بر مقابر و جمع صلحا نمودہ ادعیہ قرائت کند او بجا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کار کردن نمی رسد لیکن این قدر باید فہمید کہ این امر شدہ شدہ برسم انجامید حقیقت کار
باقی نخواہد ماند و مثال موضح این بیان است مسئلہ فقہیہ کہ جماعت نفل مکروہ نیست اگر تداعی باشد مکروہ است و
سوم و دیگر رسوم و دعا پس مروی و از آن کندن چاہ است کہ حضرت رسالت پناہ سعد بن عبادہ را بعد التماس این کہ مادرم
فوت شدہ یارای گفتن نیافت اگر می یافت وصیتی میکرد پس آیا می اگر چیزی بحکم نفع بوی خواہد رسید فرمودند کہ چاہ بکن
و بگو کہ این برای مادر سعد است و خواندن سورہ یٰس است کہ بتقیید روز جمعہ و زیارت قبر والدین وارد شدہ و حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا از طرف برادر خود یعنی عبد الرحمن رضی اللہ تعالی عنہ بعد وفاتش بردہا آزاد کردند و بر ہمین قیاس دیگر
عبادات مالیہ ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود و ثواب آں بروح کسی از گذشتگان برساند و طریق رسانیدن آں دعا
خیر بجناب الٰہی است پس این خود البتہ بہتر و مستحسن است و اگر آنکس کہ ثواب بروحش میرسانند از اہل حقوق اوست
بمقدار حق وی خیر رسانیدن بوی ثواب زیادہ تر خواہد شد پس خوبی این قدر امر از امور مرسومہ فاتحہا و اعراس و نذر و نیاز اموات
شک و شبہ نیست و تعیین اوقات و قسم طعام و وضع آں بخاطر کنندگان ہرا از قبیح خالی نیست آری ظلمات بعضہا فوق
بعض در مراتب قبح تفاوت بسیاری است صرف تعیین التزام مالایلزم است کہ حالش مشروع گردید و از جہت تعیین
وقت خلطہای بسیار ہم دینی و ہم دنیوی پیش می آید و نیت خالصہ باقی نمی ماند بلکہ احیانا مطلقا نیت عبادت نمی شود
صرف بجہت نام و نشان دنیا و دفع طعن و تشنیع مردمان بخوف خست و لحوق عار پیش چشمان بعمل می آید و انا
مرحمانیکہ نام نہادہ اند صلاحی آید و نیات اکثر اہل صلاح عامل اند پس حال ایشان حال صالح کامل تارک رسم مجاہد
اودی حق سلاف خود شبابہ سلطنت شاہجہان آباد و سلطنت بخاری است درین زمانہ کہ اول رسم محض است حقیقت
آنہ اصلا معنی در سلطنت نماندہ و رسوم خود وجودی کمتر از سراب میدارد و ثانی حقیقتی است کہ برسوم ملوث نگردیدہ
مثال و مثل برابر ان شرع و عقل سنجیدہ و از حالات و واردات قلبیہ خود در صدد تقسیم تکالب مراسم بحث نکردہ مرحوم دنیا

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

شمائم امدادیہ

اُردو ترجمہ

نفحات مکیہ من مآثر امدادیہ

یعنی

حضرت مولانا شاہ حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی حنفی چشتی قادری نقشبندی سہروردی

کے حالات مبارکہ، ملفوظات اور تصوف سے سرشار مضامین کا مجموعہ

ناشران

کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ "مغربی پاکستان"

گفتگو میں نے کہا کہ مقصود تحصیلِ علم سے اگر صرف جاننا ہے تو مسجدیں منہدم کر کے مدارس بنوانے
چاہئیں مولوی صاحب ساکت ہو رہے یوں ہی دیر تک گفتگو رہی میں مختصر جواب دیتا رہا بعدہٗ تمام
رات مولوی صاحب بے قرار رہے اور میں پشیمانی میں گرفتار رہا مجھ کو زیبا نہ تھا کہ عالم سے مغالطہ
کروں صبح کو مولوی صاحب نے آدمی بھیج کر صلح کر لی افسوس کہ اب میرے دوستوں سے کوئی نہیں
رہا۔ جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا مرحوم کی
نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔
آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں
ہے بلکہ ناجائز و شرک ہے دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ
انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا
چاہیئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام
مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب
کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اس سردار عالم و عالمیان (روحی
فداہٗ) کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ ایک شخص نے اجمیر شریف کہا دوسرے نے کہا
اجمیر۔ اجمیر ہے شریف کیونکر ہو گیا اس نے جواب دیا کہ تمہارا افراج تو شریف کہا جاوے اس پر خوش
ہوتے ہو اور منع نہیں کرتے ہو اور اجمیر کی شرافت کہ مقبولانِ الٰہی کی وجہ سے پیدا ہوئی (شرافت)
اس کا ایسا انکار جب منکر نکیر قبر میں آتے ہیں مقبولانِ الٰہی سے کہتے ہیں کہ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ
عرس کہ رائج ہے اسی سے ماخوذ ہے اگر کوئی اس دن کا خیال رکھے اور اس دن میں عرس کرے تو کونسا
گناہ لازم ہوا مولانا محمد اسحٰق صاحب عشرہ محرم کے دن بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے بادشاہ چونکہ
سونے کے کپڑے پہنے تھا آستین سے بند کر لیا اور جب تک مولانا بیٹھے رہے مودب بیٹھا رہا اس
مجلس میں سر شہادتین پڑھی جاتی تھی ایک خادم نے کہا کہ آگے بادشاہ درویش ہوتے تھے فرمایا کہ بادشاہ
درامل وہی ہے جو گدا ہو ؎

گدا بادشاہ است و نامش گدا

البتہ اہل هنود مولد شریف میں اکثر ایسے اشعار پڑھتے ہیں جن میں پیغمبروں کی اہانت ہوتی ہے یہ

نکل جاتا ہے بال آٹے میں سے اور بدعتی عام ہے۔ خواہ خود اس نے بدعت کو اختراع کیا ہو۔ یا اس نے بدعت کو اختراع نہ کیا ہو۔ بلکہ کسی دوسرے نے اختراع کیا ہو اور یہ شخص اس بدعت کا مرتکب ہو۔ اور اس بدعت کو پسند کرے تو یہ شخص بھی شرعاً بدعتی کہا جائے گا۔ اور یہ بھی سنن ابن ماجہ میں وارد ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَّقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَۃٍ حَتّٰی یَدَعَ بِدْعَتَہٗ۔

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انکار ہے اللہ تعالیٰ کو اس سے کہ قبول فرمائے عمل بدعتی کا تاوقتیکہ وہ بدعتی اس بدعت کو چھوڑ نہ دے۔ اور مرتکب بدعت کے بارہ میں لفظ ضال کا حدیث میں آیا ہے۔ تو اگر بدعتی کی گمراہی اس حد تک پہنچ جائے کہ وہ کوئی ایسا فعل کرے جس کے مرتکب کے بارہ میں وعید عذاب دوزخ کی ثابت ہے تو وہ شخص شرعاً مرتکب گناہِ کبیرہ ہوگا۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ شخص مرتکب گناہ صغیرہ ہوگا۔ اور یہ فرق اس صورت میں ہے۔ جب بدعت کو بہتر نہ جانتا ہو۔

سوال - کھانا ان چیزوں کا کیسا ہے جو تعزیہ وغیرہ پر نذر و نیاز دے جاتے ہیں اور وہ وہاں رکھ کر فاتحہ کرتے ہیں۔ اور وہاں رکھے رہتے ہیں۔ اور شب عاشورہ میں تاب علوے کا نیچے تخت مزامیر و تعزیہ کے رکھتے ہیں اور صبح اس کو تبرکاً تقسیم کرتے ہیں۔

جواب - جس کھانے کا ثواب حضرت امامینؓ کو پہنچایا جائے۔ اور اس پر فاتحہ و قل و درود پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا بہت خوب ہے۔ البتہ وہ کھانا تعزیہ وغیرہ کے سامنے لے جانا اور تعزیہ کے سامنے تمام رات رکھنا۔ بلکہ اصلی قبروں کے پاس بھی ان سب امور میں مشابہت کفار اور بت پرستوں کی پائی جاتی ہے۔ اس وجہ سے اس میں کراہیت ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

سوال - قبر پر جو شیرینی لے جاتے ہیں اور تعزیہ کے نزدیک جو شیرینی اور حلوے لے جاتے ہیں کہ لوگ اس کے سامنے بطریق پیشکش رکھتے ہیں۔ تو اس بارے میں صحیح اور مرجح قول آنجناب کے نزدیک کیا ہے۔

جواب - مکروہ ہے۔

سوال - حدیث میں آیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے پروردگار نہ بنانا میری قبر کو بت کہ اس کی پرستش کی جاتی ہو۔ تو قبر کا بت ہونا زائرین کے کس کس فعل کے باعث سے متصور ہوتا ہے۔

جواب - وثن سے مراد یہ ہے کہ قبر کو سجدہ کیا جائے اور شرک کے دوسرے مراسم بجالائے جائیں۔

سوال - مسلمانوں کی قبر پر جو سبز پتی یا پھول اور خوشبو رکھتے ہیں تو یہ سنت ہے یا مستحب یا بیفائدہ اسراف ہے یا مباح ہے کہ اس میں نہ کچھ نفع ہے اور نہ کچھ ضرر ہے جو بھی شرعی دلیل سے ثابت ہو بیان فرمائیں۔

جواب - حدیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایک مرتبہ دو قبروں کے پاس سے

دیا جانا ضروری ہے اور جو مال اس شخص نے مسجد پر صرف کیا ہے اس کے اجر و ثواب سے محروم نہیں رہے گا۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ۔

(۵) کتاب و سنت کے ساتھ مخلصانہ وابستگی کی بناء پر اہلحدیث نام کے اطلاق کا جواز ہے۔ لا مشاحۃ فی الاصطلاح۔

کئی ایک محدثین عمل بالحدیث کی بناء پر اہل بدعت کے بالمقابل اس لقب سے موسوم تھے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب شرف اصحاب الحدیث۔

قرآن میں المسلمین بطور اسم صفت بیان ہوا ہے جس سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جملہ مسلمان متصف ہیں۔ ورنہ تو لازم آئے گا حافظ عبدالغفور نام رکھنا بھی ناجائز ہو جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

سوال نمبر ۱:۔ کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ صحابی کے نام کے علاوہ کسی ولی اللہ کے نام کے ساتھ استعمال کئے جا سکتے ہیں؟ کیونکہ علامہ سید رشید الدین شاہ المعروف بصاحب العلم الثالث مرحوم کی ملفوظات جو ان کے خاص جماعتی (مرید) قاضی فتح محمد نظامانی مرحوم نے بنام "تحفۃ المحبین" (قلمی) میں ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ (یاد رہے کہ اس کا قلمی نسخہ سعید آباد سندھ میں سید بدیع الدین شاہ راشدی کی لائبریری میں موجود ہے) اس کے نقل نمبر ٦ میں درج ہے کہ حضرت مرشد کریم رضی اللہ عنہ کے پاس عرب ملک سے شہد کے دو ڈبے لائے گئے۔ ان ڈبوں میں ایک میں سے ایک مرا ہوا چوہا نکلا۔ پھر آپ کریم نے فقہی روایت کے موجب شہد میں پانی ڈالا یا اور اس کو آگ پر ابالا گیا۔ یہ عمل دو تین مرتبہ کیا گیا۔ شاید پاکی کے ارادے سے

کیا ہو۔ پھر فتح محمد صاحب لکھتے ہیں کہ اچانک میں وہاں پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اس شہد کے شربت میں سے ایک گھونٹ پی چکے ہیں۔ میں نے حضور سے عرض کیا یہ شہد کسی حالت میں بھی پاک نہیں ہو گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر کر مر جائے تو وہ پلیدی والی جگہ کاٹ کر پھینک دی جائے۔ اگر گھی جما ہوا نہ ہو بلکہ پانی کی صورت میں ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ۔ مگر دیا جلانے یا کسی دوسرے کام میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پھر آپ نے احادیث کی کتب منگا کر، حدیث شریف کے الفاظ دیکھ کر شہد کا پورا ڈبہ پھینک دیا اور جو گھونٹ پی لیا تھا اس کے متعلق افسوس کا اظہار کیا۔

(بدیع التفاسیر، مصنف سید بدیع الدین شاہ راشدی۔ ج ۳۔ ص ۴۴۵)

جواب:۔ ارشاد باری تعالیٰ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ ترجمہ۔ اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں۔ سورۃ التوبہ: آیت ۱۰۰ کے پیش نظر غیر صحابی پر بھی رضی اللہ عنہ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۲:۔ پاکٹ سائز قرآن پاک جیب میں رکھ کر کوئی شخص رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ قرآن مجید باہر رکھ کر بیت الخلاء میں داخل ہونا چاہیئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر سے منقوش انگوٹھی کو اتار کر بیت الخلاء میں داخل ہوتے۔ سبل السلام (۱/۷۲)۔

مناظرہ گیارھویں شریف

مفتی حافظ محمد سعید صاحب علی پور چٹھہ ضلع حافظ آباد (اہل سنت)

مولوی عبد القادر روپڑی لاہور (غیر مقلد)

نعمان اکادمی جہانیاں منڈی ضلع خانیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِآيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ

پس کھاؤ تم اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان لانے والے ہو۔

اللہ ربُّ العزت ارشاد فرماتے ہیں: **یا ایھا الذین آمنوا ان جآء کم فاسق ینبأ فتبینوا** یعنی اگر تمہارے پاس کوئی برا آدمی کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو۔ (کیونکہ برے لوگ اکثر ڈنڈی مارنے کے عادی اور جھوٹے ہوتے ہیں) نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **آیات المنافق ثلاث اذا احدث کذب**

یعنی منافق کی تین نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ وہ جب بات کرے گا جھوٹ بولے گا۔

چنانچہ **۲۵ مارچ ۱۹۸۲ء** کو **موضوع بھومہ باٹھ ضلع گوجرانوالہ** میں مسلک اہلسنّت و جماعت اور نام نہاد اہل حدیث یعنی غیر مقلدوں کے مابین مسئلہ گیارھویں شریف پر ایک مناظرہ ہوا۔ اہلسنّت و جماعت کی طرف سے علامہ مفتی حافظ محمد سعید صاحب علی پور چٹھہ والے اور غیر مقلدوں کی طرف سے حافظ عبدالقادر روپڑی مناظر تھے۔ جس میں بحمد اللہ اہلسنّت و جماعت کو زبردست کامیابی ہوئی اور غیر مقلد گیارھویں شریف کے حرام ہونے پر ایک بھی ثبوت پیش نہ کر سکے مناظرہ کی کیسٹس ہمارے پاس محفوظ ہیں کوئی تسلی کرنا چاہے تو ہمارے پاس سے مناظرہ کی کیسٹ سن

سکتا ہے۔ لیکن گوجرانوالہ کے ایک نامعروف و نامعقول مستری ابراہیم نے اپنے نامہ اعمال کو مزید سیاہ کرتے ہوئے اپنی ایک تحریر کے ذریعے مسئلہ گیارھویں شریف کو حرام ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی اور اس میں بطور مقدمہ مناظرہ مذکورہ کا ذکر کیا۔ اور اپنی فطری خباثت کا اظہار کرتے ہوئے پورے ڈیڑھ گھنٹہ کے مناظرہ میں سے چند من چاہے اقتباسات نقل کر کے حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ اپنے ہم مشربوں کو خوش فہمی میں مبتلا کیا اور عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا اظہار حق کیلئے مناظرہ مذکورہ کی مکمل روئیداد عرض کی جاتی ہے تا کہ لوگ دھوکہ بازوں کی مکاری پر متنبہ ہوسکیں نیز اگر منکرین گیارھویں شریف کی پہلے تسلی نہیں ہوئی تو دوبارہ طبع آزمائی کر سکتے ہیں ہم بحمد اللہ اپنے مسلک کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

روئیدادِ مناظرہ

مناظرہ کا وقت ڈیڑھ گھنٹہ مقرر کیا گیا اور پہلا وقت اہلسنّت کا تھا۔

مناظر اہلسنّت

علامہ مفتی حافظ محمد سعید صاحب نے مختصر خطبہ کے بعد سورہ حشر کی آیت وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ م بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ الخ (الحشر آیت:١٠) ''اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے''۔ پڑھی اور ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو جب اپنے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں تو اپنے فوت شدہ بزرگوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ سورہ مومن کی آیت: اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا الخ (المومن آیت ٧) ''وہ جو عرش اُٹھاتے ہیں اور

جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں"۔ پڑھی اور سورۃ شوریٰ کی آیت وَالْمَلٰٓئِکَةُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ (الشوریٰ:۵) "اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں"۔ پڑھ کر ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق یعنی فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور تمام مومنوں (بلا امتیاز زندہ و فوت شدہ) کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں ثابت ہوا کہ نوریوں کا عقیدہ یہی ہے کہ فوت شدہ ایمان والوں کے لئے دعا کرنی چاہیے اور یہ جائز ہے نیز سورہ تحریم کی آیت لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (التحریم:۶) جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں"۔ پڑھی اور ثابت کیا کہ خدا کی نوری مخلوق فرشتے کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کرتے بلکہ فرشتے صرف وہ کام کرتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ انہیں حکم فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ یہ خدا کا حکم ہے کہ صاحبِ ایمان زندہ ہوں یا فوت ہو چکے ہوں ان کیلئے دعا کرنی چاہیے۔ اگر فوت شدہ کیلئے دعا مانگنا بے کار کام ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرما کے مومنوں کیلئے دعا نہ کرواتا۔ معلوم ہوا کہ یہ بالکل جائز اور اچھا کام ہے پھر مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف پڑھی جو کہ بیہقی شریف میں بھی موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوۃً تلحقه من اب او ام او صدیق فاذالحقته کان احب الیه من الدنیا و ما فیها نیز فرمایا ان هدیة الاحیا الی الاموات الاستغفار لهم یعنی فوت شدہ کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ڈوبتا ہوا آدمی باہر سے کسی امداد کا طالب ہوتا ہے۔ نیز میت اپنے باپ ماں یا دوست کی طرف سے دعا کا انتظار کرتی رہتی ہے اور جب کسی طرف سے دعا پہنچتی ہے تو وہ اسے دنیا و مافیہا سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا کہ زندہ کا تحفہ

فوت شدہ کیلئے یہ ہے کہ وہ اس کیلئے بخشش کی دعا کرے۔ پھر کہا کہ فوت شدہ کی روح کو ایصالِ ثواب کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کی طرف سے کچھ مال خرچ کیا جائے یا کھانا کھلایا جائے۔ پھر اس کے ثبوت میں ابو داؤد شریف کی حدیث شریف پڑھی جو کہ مشکوٰۃ' نسائی' کتاب الروح از ابن قیم اور ہدیۃ المہدی وحید الزماں وغیرہ میں بھی موجود ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری ماں فوت ہوگئی ہے اگر اس کی طرف سے میں کچھ صدقہ کروں تو کیا اس کو کوئی فائدہ پہنچے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ضرور پہنچے گا! چنانچہ آپ نے ایک کنواں کھدوایا اور فرمایا **ھذہ لامِ سعد** یعنی یہ اُمِ سعد کی ماں کے نام کا کنواں ہے۔ ثابت ہوا کہ کسی فوت شدہ بزرگ کے لئے ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے اور اس پر فوت شدہ بزرگ کا نام لینا بھی جائز ہے' بلکہ طریقہء صحابہ اور مصدقہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسا کہ حضرت سعد نے اپنی فوت شدہ والدہ کے لئے کنواں کھدوایا اور اس پر فوت شدہ بزرگ کا نام بھی لیا۔ (خوب یاد رکھیں کہ یہاں سے غوثِ اعظم کا بکرا، غوثِ پاک کی گیارھویں وغیرہ الفاظ کا مکمل ثبوت حدیثِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مل گیا الحمد للہ رب العالمین) اگر یہ بات جائز نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: چونکہ تو نے یہ صدقہ یہ کنواں غیر اللہ کے نام پر نامزد کر دیا ہے لہٰذا اس کنویں کا پانی حرام ہوگیا۔ تجھے چاہیے تھا کہ تو کہتا یہ کنواں خدا کے نام کا ہے لیکن چونکہ تو نے کہا ہے یہ اُمِ سعد کے نام کا ہے' اور تیری ماں خدا نہیں ہے لہٰذا یہ حرام ہوگیا۔ لیکن آپ نے یہ نہیں فرمایا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کا پانی پیتے رہے صحابہ نے اس کا پانی پیا بلکہ آج تک وہ کنواں موجود ہے اور اس کا

۱؎ مستری صاحب نے اپنے رسالے میں ھذا الام سعد لکھا ہے جس نے ان کی علمی قابلیت خوب ظاہر ہوتی ہے۔

پانی پیا جاتا ہے۔ ثابت ہوا کہ فوت شدہ بزرگ کی روح کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے صدقہ کرنا بھی جائز ہے اور اس پر فوت شدہ بزرگ کا نام لینا بھی جائز ہے اسی طریقہ پر ہم حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصالِ ثواب کے لئے مال خرچ کرتے ہیں کھانا پکاتے ہیں اور اس پر آپ کا نام بھی لیتے ہیں۔ اور چونکہ حضور غوثِ پاک کا ختم شریف اسلاف سے عموماً گیارہ تاریخ کو ہی چلا آ رہا ہے اس لئے تاریخ کی مناسبت سے اس ختم شریف کا نام گیارھویں شریف مشہور ہو گیا۔

دراصل ہمارے عقیدہ میں حضور غوثِ پاک کی روح کو ایصالِ ثواب کرنے کا نام ہی گیارھویں شریف ہے (وقت ختم ہو گیا)...... مناظر اہلسنّت کی پہلی تقریر ہی اتنی جامع اور مدلل تھی کہ اس میں سب مسئلہ حل ہو گیا اس لئے تمام مناظرہ میں روپڑی صاحب صرف شور کرتے رہے اور کچھ نہ کر سکے بلکہ حیرت در حیرت تو یہ کہ گیارھویں و ختم کی حرمت ثابت کرنے کیلئے جو آیت ان کے دودھ پیتے بچوں کو بھی یاد ہے یعنی وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ پورے مناظرے میں یہ مشہور آیت بھی روپڑی صاحب کو یاد نہ رہی دراصل پہلے ہی وار میں ان کا کام ہو گیا تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

روپڑی صاحب

سورہ حجرات کی آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الحجرات: ۱) الخ ''اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو''۔ پڑھی اور کہا کہ مولانا آپ ثابت کریں کہ کبھی رسول اللہ نے گیارھویں دلائی ہو کبھی کسی صحابی نے گیارھویں دلائی ہو کبھی کسی امام نے گیارھویں دلائی ہو۔ پھر سورۂ محمد کی آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد: ۳۳) ''اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو''۔ پڑھی اور کہا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بغیر عمل کرو

گے تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ آپ قرآن سے گیارھویں کا نام دکھائیں اور جو آپ نے اُمِ سعد والی حدیث پیش کی ہے تو وہ کنواں تھا۔ کوئی کھانے پینے والی چیز نہیں تھی اور اگر آپ نے عبدالقادر ہی کی گیارھویں دلانی ہے تو میرا نام بھی عبدالقادر ہے میری بھی گیارھویں دلایا کرو۔ یہ سب باتیں آپ نے کھانے پینے کیلئے بنائی ہیں انہیں باتوں کو دہراتے دہراتے بمشکل اپنا وقت پورا کیا۔

مناظر اہلسنّت

مختصر خطبہ کے بعد آیت سابقہ ہی پڑھی اور کہا کہ حافظ صاحب کو چاہیے تھا کہ ہم سے پوچھتے ہم گیارھویں کس نیت سے دلاتے ہیں؟ تو جناب میں وضاحت کر چکا ہوں کہ ہم حضور غوثِ پاک رحمتہ اللہ علیہ کو ایصالِ ثواب کرنے کیلئے مال خرچ کرتے ہیں جس طرح کہ میں نے حدیثِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک صحابی کا اپنی والدہ کے ایصالِ ثواب کیلئے مال خرچ کرنا اور اس پر فوت شدہ کا نام لینا ثابت کیا ہے۔ یہ حدیث سن کر حافظ صاحب ایسے گھبرائے ہیں کہ کہتے ہیں کنواں بھی کوئی کھانے پینے والی چیز ہے؟ تو جناب سب جانتے ہیں کنویں سے پانی نکلتا ہے جو کہ سب لوگ پیتے ہیں؟ باقی ہمیں آپ کھانے کا طعنہ دیتے ہیں اگر آپ کا جی للچاتا ہے' تو ایک پلیٹ آپ کو بھی بھیج دیا کریں گے۔ بلکہ کئی دفعہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ کر (ختم کی چیز) کھا پی لیتے ہیں۔ باقی آپ کہتے ہیں کہ میرا نام بھی عبدالقادر ہے میری بھی گیارھویں دلاؤ تو جناب جن کو ہم مانتے ہیں ان کی گیارھویں ہم دلاتے ہیں جو آپ کو ماننے والے ہیں ان کو کہیں کہ وہ آپ کی دلایا کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں' بیشک آج ہی دلائیں سورہ محمد کی حافظ صاحب نے پڑھی ہے یہی آیت پڑھ کر میں کہتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے فوت شدگان کے ایصالِ ثواب سے منع نہیں کیا خدا کے رسول نے منع نہیں کیا آپ منع کرتے ہیں لہٰذا آپ ایک ایسے امر خیر سے منع کر کے جس سے خدا اور رسول نے منع نہیں کیا خدا اور

رسول سے آگے بڑھ رہے ہیں اس لئے جناب یہ آیت ہمارے بجائے آپ پر
چسپاں ہوتی ہے۔ اور جو حافظ صاحب کہتے ہیں کہ قرآن پاک سے غوثِ پاک کی
گیارھویں کا ذکر دکھائیں تو جناب ہر بزرگ کے لئے فاتحہ و ایصالِ ثواب اس کے
وصال کے بعد کیا جاتا ہے جو بزرگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فوت ہوئے
اُن کے نام کا فاتحہ اس وقت کیا گیا جو بعد میں وفات پائے ان کیلئے ایصالِ ثواب
اُن کی وفات کے بعد کیا گیا جو شخص آج فوت ہوگا اس کی روح کو آج ایصالِ ثواب
کیا جائے گا۔ حضور غوثِ پاک کا وصال پانچویں صدی میں ہوا آپ کی روح کو
ایصالِ ثواب آپ کے وصال کے بعد کیا گیا اور اب تک کیا جاتا ہے اور ہمیشہ کیا
جاتا رہے گا (مثلاً ایک آدمی آج فوت ہو تو کوئی کہے کہ ثابت کریں اس شخص کا
جنازہ حضور کے زمانہ میں پڑھایا گیا ہو صحابہ کے زمانہ میں پڑھا گیا ہو اور چونکہ اس کا
جنازہ قرونِ ثلاثہ میں نہیں پڑھا گیا لہٰذا اس کا جنازہ پڑھنا ناجائز ہے تو کہا جائے گا
بھائی جنازہ تو ہر ایک کا اس کی وفات کے بعد پڑھا جاتا ہے یہ آج فوت ہوا اس کا
جنازہ آج پڑھا جائے گا ہاں البتہ دیکھنا یہ ہے کہ شریعت محمدیہ میں فوت شدہ کا جنازہ
جائز ہے یا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام نے اپنے زمانہ کے
فوت شدگان کا جنازہ پڑھا ہے یا نہیں اگر آپ کے زمانہ سے نفس جنازہ کا ثبوت مل
گیا تو تا قیامت کے فوت شدہ مومنوں کیلئے جنازے کا ثبوت مل گیا ایسا ہی حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اگر فوت شدہ بزرگوں کیلئے ایصالِ ثواب کا ثبوت مل گیا تو
جب بھی کوئی مسلمان وفات پائے گا اس کا ایصالِ ثواب جائز ہوگا اور ہمیشہ جائز
رہے گا) جب ایصالِ ثواب کا ثبوت قرآن و حدیث سے پیش کیا جا چکا ہے تو وہی
دلائل گیارھویں شریف کے جواز کیلئے بھی ہوں گے کیونکہ گیارھویں کا لفظ صرف
تاریخ کی مناسبت سے ہے درحقیقت گیارھویں نام ہے حضور غوثِ پاک کی روح کو
ایصالِ ثواب کرنے کا اور اس کا ثبوت قرآن کریم اور احادیث مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ

وسلم) سے اچھی طرح دیا جا چکا ہے نیز حضور نے قربانی فرمائی تو دعا فرمائی اللھم تقبل من محمد و من امۃ محمد (ابوداؤد شریف) یا اللہ میری یہ قربانی میری طرف سے اور میری تمام اُمت کی طرف سے قبول فرما۔ چونکہ حضور نے اپنی تمام اُمت کی طرف سے کارِ خیر کیا لہٰذا کسی کیلئے کوئی نیک کام کرنا جائز ٹھہرا۔ نیز آپ کی اُمت میں حضور غوثِ پاک بھی شامل ہیں لہٰذا آپ نے غوثِ اعظم کیلئے بھی کارِ خیر اور ایصالِ ثواب کیا ہے۔

روپڑی صاحب

(حواس باختہ ہو کر کھڑے ہوئے تو خطبہ پڑھنا بھی یاد نہ رہا) مکمل اکمل وضاحت کے باوجود بھی وہی باتیں دہراتے رہے قرآن سے ثابت کرو حدیث سے ثابت کرو جو کام رسول اللہ نے نہیں کیا وہ کرنے والا گنہگار ہوگا اور پھر تاریخ مقرر کرنا خدا اور رسول کا حق ہے۔ کوئی اور تاریخ مقرر نہیں کرسکتا اور پھر بتائیں کہ کنواں گیارہ تاریخ کو کھودا گیا تھا ثابت کریں کبھی حضور نے یا صحابہ نے یا ائمہ نے گیارھویں دلائی ہو۔ (حالانکہ اس کا جواب شافی دیا جا چکا تھا) اور پھر یہ بھی بتائیں کہ وہاں کنویں پر فروٹ بھی رکھا گیا تھا۔

مناظر اہلسنّت

مختصر خطبہ کے بعد حافظ صاحب کہتے ہیں کیا کنواں گیارہ تاریخ کو کھدوایا گیا تھا میں کہتا ہوں آپ ثابت کریں کہ حضور نے اس کنویں سے گیارہ تاریخ کو پانی پینے سے منع کیا ہو؟ میں حیران ہوں کتنی واضح بات ہے لیکن حافظ صاحب کو سمجھ نہیں آ رہی[1] دراصل ان سے یہ پتھر (ہمارے دلائل کا) اٹھایا نہیں جا رہا اس لئے اِدھر اُدھر ٹکریں مار رہے ہیں۔ باقی گیارہ تاریخ کے تعین کے متعلق وضاحت کردوں کہ

---

[1] غیر مقلدوں کے مستند عالم مولوی عبدالجلیل کہتے ہیں کہ روپڑی گروہ بات کو سمجھنے کی کوشش کو بھی حرام سمجھتا ہے اخبار محمدی ماہ مئی ۱۳۳۹ھ

ہمارے نزدیک کسی بزرگ کا ایصالِ ثواب ہمیشہ کیا جا سکتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ گیارہ تاریخ سے آگے پیچھے ختم دلایا جائے تو گناہ ہے یا ثواب نہیں پہنچتا بلکہ آج اٹھائیس تاریخ ہے اور ہم آج یہاں گیارھویں شریف کا ختم دلا رہے ہیں اور تاریخ کا تعین صرف یادداشت کے لئے کیا جاتا ہے جیسا کہ آج کا دن مناظرہ کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

روپڑی صاحب

گھبراہٹ میں خطبہ یاد نہ رہا مولانا صاحب ۲۸ تاریخ کو گیارھویں دلا رہے ہیں گویا جمعرات کو جمعہ کہتے ہیں آپ صرف پیر جیلانی کی گیارھویں کیوں دیتے ہیں پھر سب کی گیارھویں دیا کرو نیز جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہو وہ بدعت ہوگا[1] باقی وقت سابقہ باتوں میں پورا کیا ہر تقریر میں ایک ہی بیان تھا۔

مناظر اہلسنّت

مختصر خطبہ کے بعد حضرات! حافظ صاحب یہ تو مان چکے ہیں کہ فوت شدہ بزرگ کیلئے مال خرچ کرنا بھی جائز ہے اور اس پر فوت شدہ بزرگ کا نام لینا بھی جائز ہے۔ اب کہتے ہیں کہ آپ صرف پیر جیلانی کی گیارھویں کیوں دلاتے ہیں؟ تو جناب جب ہم دعا مانگتے ہیں تو کہتے ہیں صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اس طرح ہم دعا میں حضور کی تمام آل[2] اور آپ کے تمام صحابہ کرام کو شامل کرتے ہیں باقی رہا ۲۸ تاریخ کو گیارھویں دینے کے متعلق اعتراض ہے تو جناب بعض چیزوں کے کچھ نام مخصوص اور مقرر ہو جاتے ہیں جیسے جلسہ کے معنی بیٹھنا لیکن اگر تمام حاضرین اور مولوی صاحب کھڑے رہیں پھر بھی اس کو جلسہ ہی کہتے ہیں قومہ یا

---

[1] اگر یہ تعریف کی جائے تو قرآن کے سیپارے، رکوع، ربع، نصف، ثلاثہ وقف، اعراب، مسجد کے مینار، محراب، علوم صرف ونحو اور دیگر تمام اشیاء عالم بدعت قبیحہ ٹھہریں گی۔

[2] آل کے معنی ماننے والا بھی ہوتے ہیں۔

قائمہ کوئی نہیں کہتا' ایسا ہی غوثِ پاک کے ایصالِ ثواب کا نام گیارھویں مقرر ہو گیا ہے تو جب بھی ہو گی گیارھویں کہلائے گی (یا جیسے ہر وقت چلتی رہنے والی کا نام گاڑی مقرر ہے اسے چلنی کوئی نہیں کہتا) چونکہ ہمیشہ سے بزرگانِ دین کا یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ آپ کا ختم شریف گیارھویں تاریخ کو کرتے ہیں جیسا کہ شیخ محقق جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ماثبت من السنۃ[1] میں نقل فرمایا ہے۔ بے شک ہمارے ملک میں حضور غوثِ اعظم کے ایصالِ ثواب کے لئے آجکل گیارہ تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں مشہور ہے۔

(ماثبت من السنہ اُردو مطبوعہ لاہور ص ۳۱۹)

اگر تاریخ مقرر کرنا حرام ہے تو آپ جلسے کی تاریخ مقرر کرتے ہیں شادی کی تاریخ مقرر کرتے ہیں نیز میرا چیلنج ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے صحابہ میں سے کسی کا حضرت سعد کا فوت شدہ کے نام کا صدقہ کرنا یا اس پر فوت شدہ کا نام لینے پر اعتراض دکھائیں۔

روپڑی صاحب

مختصر خطبہ کے بعد مولوی صاحب قرآن وحدیث سے گیارھویں کا نام دکھائیں ثابت کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ نے یا ائمہ نے کسی کی گیارھویں منائی ہو نیز مسلم شریف میں ہے کہ جمعہ کی رات کو عبادت کیلئے اور دن کو روزہ کیلئے مخصوص نہیں کرنا چاہیے۔ لہٰذا خود کسی کام کے لئے دن مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔

مناظر اہلسنّت

مختصر خطبہ کے بعد حافظ صاحب یہ تو مان گئے ہیں کہ غوثِ پاک کی روح کو

---

[1] جن کے متعلق ایڈیٹر المنبر اہل حدیث لکھتے ہیں کہ شیخ نے اس ظلمت کدہ میں اسلام کے مسخ شدہ چہرے کو اپنی اصلی نورانیت کے جلوہ میں پھر ظاہر فرمایا یا قرآن وسنت کے خشک ستونوں کو از سر نو جاری کر دیا۔ اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش کئے گئے تھے۔ الاعتصام مارچ ۱۹۵۴ء

ایصالِ ثواب کے لئے کچھ پکاؤ۔ کھلاؤ تو جائز ہے آج تک تو کہتے تھے کسی چیز پر غیر اللہ کا نام لیا جائے تو حرام ہو جاتی ہے مگر آج الحمد للہ مان گئے ہیں کہ اگر ختم کی چیز پر غوثِ پاک کا نام بھی لے لیں تب بھی جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت سعد نے اپنے صدقہ پر فوت شدہ والدہ کا نام لیا' حافظ صاحب کو اس پر کوئی اعتراض نہیں الحمد للہ کچھ آگے چل پڑے ہیں باقی رہا دن کا مقرر کرنا تو اس کے متعلق بخاری شریف' مسلم شریف اور مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ کیلئے جمعرات کا دن مقرر کیا ہوا تھا (یذکر الناس فی کل خمیس) جمعرات کا دن وعظ کیلئے نہ رسول اللہ نے مقرر فرمایا نہ ہی خدا کی طرف سے اس کا تعین کیا گیا لیکن صحابی رسول نے خود بخود لوگوں کی سہولت کیلئے اور انتظامی امور کی وجہ سے جمعرات کا دن مقرر فرمایا ثابت ہوا کہ اگر کسی انتظامی ضرورت کی وجہ سے کسی اچھے کام کیلئے دن مقرر کر لیا جائے تو جائز ہے اور یہ صحابہ کا دور تھا کسی صحابی نے اعتراض نہ کیا تو یہ فتویٰ سینوں پر لگانے سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود پر لگاؤ ان کے زمانہ کے صحابہ پر لگاؤ۔ تابعین پر لگاؤ اگر اپنی طرف سے دن مقرر کرنا بوجہ ضرورت ناجائز ہوتا تو صحابہ کرام ضرور اعتراض کرتے اِسی لئے ہمارے نزدیک ہر بزرگ کو ایصالِ ثواب ہر وقت ہر دن اور ہر پاک و حلال چیز پر جائز ہے جیسے اور دنوں میں جائز ہے ایسے ہی گیارہ تاریخ کو بھی جائز ہے۔

روپڑی صاحب

سابقہ باتوں کو دہرایا پھر کہا کہ جب آپ ختم پر پڑھتے ہیں تو کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے سو مولانا یہ صحاح ستہ پڑی ہے چلو آپ کسی ایک حدیث سے ثابت کر دیں کہ حضور نے کھانا سامنے رکھ کر دعا فرمائی ہو۔ آپ سچے ہم جھوٹے کسی ایک حدیث سے ثبوت پیش کر دیں۔

مناظر اہلسنّت

بعد مختصر خطبہ کے حافظ صاحب نے کہا ہے کہ حدیث سے ثابت کر دیں کہ حضور نے کھانا سامنے رکھ کر دعا فرمائی ہو تو تم سچے اور ہم جھوٹے تو آیئے میں یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کرتا ہوں سنیئے! مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف ہے (جو مسلم شریف جو کہ صحاح ستہ کی کتاب ہے میں بھی موجود ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے سفر میں لوگوں کا زادِ راہ ختم ہو گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت سے حضرت عمر نے اعلان فرمایا جو جو کسی کے پاس ہو حضور کے پاس لے آئے۔ چنانچہ حضور کے سامنے دسترخوان بچھایا گیا اور الرجل یجی بکف ذرۃ کوئی آدمی تھوڑے سے جو لے آیا۔ ویجی الآخر بکف تمر کوئی تھوڑی سی کھجوریں لے آیا ویجی الآخر بکسرۃ کوئی تھوڑی سی روٹی لے آیا اجتمع علی النطع شئی یسیر حتیٰ کہ دسترخوان پر کچھ سامان جمع ہو گیا اسی طرح جس طرح اہلسنت کا طریقہ ہے کہ دسترخوان بچھایا جاتا ہے کوئی فروٹ لاتا ہے کوئی چاول لاتا ہے کوئی روٹی لاتا ہے پھر اس پر دعا کی جاتی ہے اسی طرح جب حضور کے سامنے کچھ سامان جمع ہو گیا تو فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سامنے رکھ کر اس پر دعا فرمائی۔ سنیو! تمہیں مبارک ہو تمہارا ختم شریف کا طریقہ یعنی کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہو گیا ہے۔ حافظ صاحب! اگر ایک بار سمجھ نہیں آئی تو دوبارہ سن لیں مناظر اہلسنّت نے بار بار یہ حدیث پڑھی اور مفصل ترجمہ بیان کیا آپ مسکراتے جاتے تھے اور حدیث پڑھتے جاتے تھے ہر طرف سے خوشی سے سبحان اللہ سبحان اللہ کی آوازیں آ رہی تھیں لیکن جیسے سورج کسی خوش نصیب کے لئے نعمت ہوتا ہے اور کسی بدقسمت کیلئے مصیبت بن کر اسے اندھا کر دیتا ہے اسی طرح جب یہ حدیث بیان کی جا رہی تھی تو سنی خوشی سے مسرور ہو رہے تھے۔ لیکن ادھر روپڑیوں پر یہی الفاظ ایٹم بم بن کر گر رہے تھے اور خدا کی قسم

اس وقت روپڑیوں کی حالت زار قابل دید اور ناقابل بیان تھی پھر فرمایا حافظ صاحب! اگر کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنا ناجائز ہوتا تو حضرت عمر یا دیگر صحابہ عرض کرتے یا رسول اللہ! کھانا سامنے رکھنے کی کیا ضرورت ہے آپ دعا فرمادیں کھانا جہاں جہاں رکھا ہے وہیں برکت ہو جائے گی حافظ صاحب! اگر حضرت سعد والی حدیث میں فروٹ نظر نہیں آیا تھا تو جناب یہاں فروٹ بھی دیکھ لیں (دراصل یہاں تقریباً مناظرہ ختم ہو گیا تھا کیونکہ روپڑی صاحب نے کہا تھا آپ کھانا سامنے رکھ کر دعا مانگنا حدیث سے دکھا دیں تو آپ سچے ہم جھوٹے تو جب یہ ثبوت صحاح ستہ سے پیش کر دیا گیا تو اب وہ بقول خود جھوٹے ہیں اور سنی سچے ہیں)

روپڑی صاحب

مولانا یہ کتاب المعجزات ہے اور یہ حضور کا معجزہ ہے پھر میں پوچھتا ہوں تو پھر یہ کام صحابہ نے کیوں نہ کیا۔ مولانا اس بات کے ثبوت میں کوئی حدیث پیش نہیں کر سکے پھر اگر معجزہ کو دلیل بنانا ہے تو حضور نے ہانڈی میں تھوکا تھا آپ بھی تھوکیں اس طرح اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت پورا کر دیا۔

مناظر اہلسنّت

مختصر خطبہ کے بعد حضرات! آپ کافی سفر طے کر چکے ہیں۔ حافظ صاحب پہلے مان چکے ہیں کہ فوت شدہ کیلئے صدقہ کرنا جائز ہے پھر یہ بھی مان چکے ہیں کہ اس پر فوت شدہ کا نام لینا بھی جائز ہے اور دن کا مقرر کرنا بھی میں حدیث مصطفیٰ سے ثابت کر چکا ہوں اب یہاں اڑے ہوئے تھے کہ چیزیں آگے رکھ کر دعا مانگنا ناجائز ہے تو اس کے متعلق بھی آپ حدیث مصطفیٰ سن چکے ہیں حافظ صاحب کہتے ہیں کوئی حدیث پیش نہیں کی حافظ صاحب اگر پہلے سمجھ نہیں آئی تو دوبارہ سن لیں حدیث دوبارہ پڑھی گئی پھر حافظ صاحب کہتے ہیں کہ معجزہ ہے' تو آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ معجزہ کیا ہے' جناب چیزیں لانا معجزہ نہیں ہے چیزیں سامنے رکھنا معجزہ نہیں

ہے دعا کرنا معجزہ نہیں ہے بلکہ معجزہ تو یہ ہے کہ آپ کی دعا سے چیزیں بڑھ گئیں، پھر کہتے ہیں کہ ثابت کریں کبھی صحابہ نے کیا ہو تو جناب میں تو ثابت کر رہا ہوں کہ چیزیں صحابہ نے لائی تھیں حضور نے خود نہیں لائیں نیز جو کام رسول اللہ سے ثابت ہو جائے وہ صحابہ کے ثبوت کا محتاج نہیں رہتا۔ پھر کہتے ہیں کہ تم بھی ہانڈی میں تھوکو تو جناب ہم کیوں تھوکیں آپ تھوکیں جو کہ حضور کی مثل بنتے ہیں اگر بیوی منع کرے تو کہیں میں حضور کی مثل ہوں حضور نے تھوکا تھا لہٰذا مجھے بھی تھوکنے دے پھر یہ مسئلہ بیوی ہی سمجھا دے گی نیز حضور کا ایک معجزہ تو یہ ہے کہ حضور کا صدقہ سب کچھ آپ مان گئے ہیں اب حافظ صاحب! یہ کتابوں کے ڈھیر پڑے ہیں سب کتابیں کھولو پچھلوں کو بھی مدد کیلئے بلا لو اب اِن شاءَ اللہ یہ پتھر آپ سے کبھی نہیں اٹھ سکتا۔ (ٹائم ختم ہو گیا اس کے بعد ایک ٹرن اور ہوئی اور روپڑی صاحب سابقہ باتیں دہراتے رہے اور مناظرہ کا مختصر وقت ختم ہو گیا اب فیصلہ قارئین کے ذمہ ہے۔